ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
بیادگار
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ
۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۵ لاہور
ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانوی

(ترمذی اور ابن ماجہ) جو شخص اللہ تعالےٰ سے بغیر جہاد کی کسی علامت کے ملے گا وہ اس حالت میں ملے گا کہ اس میں ایک نقصان ہوگا۔ (زخم کی علامت ہو یا غبار یا تکان یا جذبہ یا تیاری یا مال دینے کی۔ اگر کوئی نہ ہو تو نقصان ہے)

(ترمذی) اللہ تعالےٰ کے نزدیک دو قطروں اور دو علامتوں سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں۔ ایک قطرہ اللہ کے خوف سے آنسو کا، دوسرا قطرہ خون کا جو اللہ کے راستہ میں بہایا جائے۔ اور علامتوں میں سے ایک علامت جہاد کی۔ اور دوسری اللہ تعالےٰ کے فرضوں میں سے کسی فرض کی۔

(ابوداؤد) ایک شخص نے عرض کیا۔ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک آدمی جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ کرتا ہے اور وہ دنیا کے کسی فائدے کو بھی طلب کرتا ہے۔ تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کو کوئی ثواب نہ ہوگا۔ (نیت صرف اسلام کے غلبہ کی ہو)۔

(ترمذی) شہید لوگ چار قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ نیک مومن جس کا ایمان عمدہ ہو، دشمن سے بھڑ گیا ہو اور اللہ کی بات سچ کر دکھائی۔ (بہادری صبر اور طلب ثواب سے) یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ یہ تو وہ ہوگا کہ قیامت کے دن سب لوگ اس کی طرف آنکھیں اٹھائیں گے۔ اور حضورؐ نے سر اٹھایا حتیٰ کہ ٹوپی گر پڑی۔ اور دوسرا وہ نیک عمدہ ایمان والا شخص جو دشمن سے بھڑ تو گیا لیکن بزدلی کی وجہ سے گویا اس کی کھال میں کیکر کا کانٹا لگا ہوا ہے۔ مگر اچانک ایک تیر لگا اور وہ قتل ہو گیا۔ تو یہ دوسرے درجہ میں ہوگا۔ تیسرا وہ مومن آدمی جس نے نیک عمل بھی کئے اور بد بھی کئے۔ دشمن سے بھڑ گیا اور اللہ کی بات سچ کر دکھائی۔ (بہادری، صبر اور طلب ثواب سے) یہاں تک کہ قتل ہو گیا۔ تو یہ تیسرے درجہ میں ہے اور چوتھا وہ مسلمان شخص جس نے اپنے اوپر زیادتی کر رکھی ہے (یعنی گناہ ہی گناہ کرتا رہا) وہ دشمن سے بھڑ گیا۔ اور اللہ کی بات سچ کر دکھائی۔ (بہادری، صبر اور طلب ثواب سے) تو یہ چوتھے درجہ میں ہے۔ (یعنی ہیں سب شہید۔ اہل جنت و ثواب عظیم)

(دارمی) قتل ہونے والے تین ہیں۔ ایک وہ کامل مومن ہے جو اپنی جان و مال سے اللہ کے راستہ میں جہاد کرے۔ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو جنگ کرے۔ یہاں تک کہ قتل ہو جائے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہی وہ شہید ہے جس کا سینہ اس کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ یہ اللہ تعالےٰ کے خیمہ میں عرش کے نیچے ہوگا۔ اس سے انبیاء علیہم السلام صرف ایک درجۂ نبوت سے بڑھے ہوئے ہونگے دوسرا وہ مومن ہے جس نے نیک و بد دونوں عمل کئے۔ مگر اپنی جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ جب دشمن کے مقابل ہوا، جنگ کی۔ حتیٰ کہ قتل ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس میں ایک پاک کرنے والی خصلت ہے۔ جس نے اس کے تمام گناہوں اور خطاؤں کو مٹا ڈالا ہے بے شک تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے یہ جنت میں داخل کیا جائے گا، جس دروازے سے بھی چاہے گا۔ تیسرا وہ منافق ہے جس نے جان و مال سے جہاد کیا۔ جب دشمن کے مقابل ہوا، جنگ کی، حتیٰ کہ قتل ہو گیا تو یہ جہنم میں ہوگا۔ یقیناً تلوار منافقت کو نہیں مٹاتی ہے (اس لئے دل کے یقین کو پختہ کرنے کی ضرورت ہے۔)

(احمد طبرانی) حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا۔ کہ سب مجاہدین میں کون زیادہ ثواب والا ہے۔ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہو۔

(مسلم و نسائی) جہاد میں ایک بار صبح کو یا ایک بار شام کو جانا ان سب چیزوں سے بہتر ہے جن پر آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے۔

(مسلم و حاکم) جو صدق دل سے شہید ہونے کی آرزو کرے گا۔ اس کو شہادت کا ثواب دے دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ شہید نہ ہو سکے (مگر صدق دل سے مراد سامان کی کوشش کے ساتھ ہے۔ صرف زبانی نہیں)

(بخاری و مسلم و ترمذی) جنت میں داخل ہونے والوں میں سے کوئی اس کی تمنا نہ کرے گا۔ کہ وہ پھر دنیا میں لوٹا دیا جائے۔ اور زمین کے ساز و سامان میں سے اس کے لئے کچھ ہو سوائے شہید کے۔ وہ تمنا کرے گا کہ وہ دنیا میں لوٹا دیا جائے۔ پھر شہید کیا جائے۔ اور یہ معاملہ دس بار ہو۔ یہ تمنا اس اعزاز اور شہادت کے فضائل کی وجہ سے ہوگی۔ جو اس کو حاصل ہوں گے (اب ان کا اندازہ کیا جائے)

(مسلم) جو شخص مر گیا۔ اور نہ اس نے جہاد کیا، نہ جہاد کا قصد کیا (جذبہ، تیاری، تمنا بھی نہ کی) تو وہ نفاق کی ایک قسم پر مرتا ہے۔

(بخاری و مسلم، جس نے غازی فی سبیل اللہ کو سامان دیا۔ اس نے غزوہ کیا، اور جس نے غازی کے گھر والوں کی اچھی خدمت کی اس نے بھی غزوہ کیا نیز احمد و بیہقی میں ہے جس نے اعانت کی مجاہد فی سبیل اللہ کی یا تاوان والے کی یا مکاتب کی۔ اس کو اللہ تعالےٰ اپنے سائے میں لے لیں گے۔ جس دن سوائے ان کے سائے کے کوئی اور سایہ نہ ہوگا۔ اور بخاری و ابو داؤد میں ہے کہ تم نے مدینہ میں ایسی جماعتوں کو چھوڑا ہے کہ تم نہ کچھ چلتے ہو، نہ کچھ خرچ کرتے ہو نہ کسی وادی کو قطع کرتے ہو، مگر وہ تمہارے ساتھ ہیں (ثواب میں) عرض کیا یارسول اللہ! وہ تو مدینہ میں ہیں۔ ہمارے ساتھ کیسے ہیں۔ فرمایا عذر نے ان کو روک دیا ہے (عذر میں جذبہ پر مجاہد کا ثواب ہے)

(مسلم) حضرت مسروق تابعی کہتے ہیں۔ ہم نے عبداللہ بن مسعودؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا کہ "جو لوگ اللہ کے رستہ میں قتل کر دیئے گئے تم ان کو مردہ نہ گمان کرو وہ زندہ ہیں۔ اپنے رب کے پاس رزق دئے جاتے ہیں۔۔۔ تا آخر" فرمایا ہم نے بھی یہ سوال کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ان کی روحیں سبز پرندوں کے جوف میں (ہوائی جہاز کی طرح) ہوں گی۔ اور ان کے لئے عرش میں لٹکے ہوتے قندیل ہوں گے۔ جنت میں جہاں جہاں چاہیں گی جائیں گی۔ پھر ان قندیلوں پر آجائیں گی۔ حق تعالےٰ ان پر جلوہ فرمائیں گے۔ دریافت فرمائیں گے۔ تم کچھ اور چاہتے ہو؟ عرض کریں گے۔ اور کیا چیز چاہیں۔ ہم جنت میں جہاں چاہے جاتے آتے ہیں۔ ان سے تین بار یہی کہا جائے گا جب یہ لوگ دیکھیں گے کہ سوال کے جواب سے چارہ کار نہیں ہے تو عرض کریں گے۔ اے رب! ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دیں۔ تاکہ ہم دوبارہ آپؐ کے راستے میں شہید کئے جائیں۔ جب ان کی کوئی حاجت ظاہر نہ ہوگی چھوڑ دئے جائیں گے۔

(بخاری) حارثہؓ بن سراقہ کے شہید ہونے پر ان کی والدہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ نے فرمایا۔ تمہارا بیٹا فردوس اعلیٰ میں پہنچ چکا ہے۔ اور بخاری کی ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ فردوس جنت کا اوسط و اعلیٰ حصّہ ہے اور اس کے اوپر عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں جاری ہوتی ہیں (شہیدوں اور ان کے پسماندگان کو یہ درجہ مبارک ہو)

(ابوداؤد) غزوہ سے بطور غازی واپس آنا غزوہ میں جانے کی طرح ہے۔ (اجر برابر

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۳۰ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۴ دسمبر ۱۹۶۵ء | شمارہ ۲۲

احترام رمضان — حکومت اور ہم

پاکستان دنیا کے موجودہ نقشہ پر وہ واحد ملک ہے جو اسلام کے مقدس نام پر معرض وجود میں آیا اور ۶ ستمبر کو جبکہ بھارتی بزدلوں نے اسلام دشمن طاقتوں کے بے شمار ساز و سامان اور اسلحہ کے بل بوتے پر اور اپنی تمام قوت سے اس پر یلغار کی تو صرف اسلام ہی کا نام تھا جو اس مملکتِ خداداد کے لئے پیامِ رحمت و نصرت ثابت ہوا۔ حالیہ جنگ میں ایسے بے شمار نظائر ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ محض تائید غیبی اور جذبۂ جہاد کی وجہ سے ہمیں فتح و نصرت حاصل ہوئی ورنہ یہ کسی صورت ممکن نہ تھا کہ ہم اپنے سے آٹھ گنا طاقتور ملک کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتے۔ اگر اس ملک کی اٹھارہ سالہ سابقہ زندگی کے شب و روز کا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت ہے کہ ہم اور ہماری پوری قوم اللہ تعالےٰ کی اس تائید و نصرت کی ہرگز مستحق نہ تھی جس کا سترہ روزہ جہاد میں مشاہدہ ہوا۔ پاکستان بننے کے بعد ہم نے دینِ حق سے غفلت و اعراض کی ساری سنتیں تازہ کر دیں۔ اور خدا و رسولؐ کی تعلیمات سے کھلی بغاوت کی راہ اختیار کر لی۔ فواحش و منکرات، شراب نوشی، عریانی و بے حیائی، مغرب کے بے دین ملکوں کی تقلید میں عورتوں کی نمائشِ حسن اور مرد و زن کا بے محابا اختلاط یہ سب برائیاں ہمارے معاشرہ میں پوری طرح گھر کر گئی تھیں۔ اور ہم مال و دولت اور حکومت کے نشہ میں سرشار، نفس کی لذات و خواہشات میں کھوئے ہوئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ ان خبائث کا نظارہ کرتے رہے — واضح ہے اس قدر نافرمانیوں کی وجہ سے ہم سزا کے مستحق تھے نہ کہ انعام و اکرام کے۔ لیکن اللہ رب العزت نے اپنے پیارے رسول اور گنبدِ خضرا کے مکین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں ہم نام کے مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔ ہمارے ضعف پر رحم فرمایا اور ہمارے گناہوں سے صرفِ نظر کرتے ہوئے بغیر کسی استحقاق کے اپنی تائید و نصرت بھیج دی اور پاکستان کو دشمن کے شدید اور عیارانہ حملہ سے محفوظ فرما دیا — ظاہر ہے اس پر اللہ رب العزت کا جس قدر شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بھی زیادہ قابلِ شکر یہ امر ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل و احسان سے ہماری پوری قوم میں یک بیک دینی رجحانات اور اتفاق و اتحاد کی راہ پیدا فرما دی۔ اور صدر مملکت سے لے کر ایک عام پاکستانی تک اللہ کے نام کی دہائی دینے لگے۔ پورے ملک میں نمازوں کا خاص اہتمام خود بخود شروع ہو گیا۔ گھر گھر اور گلی کوچوں میں ذکر الٰہی کے غلغلے بلند ہوئے، وظیفے ختم ہوئے، دعائیں مانگی گئیں اور عوام و خواص کی پیشانیاں بن دیکھے خدا کے حضور بے ساختہ اور غیر شعوری طور پر جھکنے لگیں — ملاوٹ اور چور بازاری کم ہو گئی۔ رقص و سرود کی محفلوں پر اوس پڑ گئی، رشوت ستانی کا بازار سرد ہو گیا، جرائم کی رفتار بے حد گھٹ گئی، ریڈیو پاکستان نے فلمی گیتوں اور لچریات کو چھوڑ کر جہاد پر مضامین اور نظمیں نشر کرنا شروع کر دیں —— اور قربانی و ایثار کی وہ وہ مثالیں سامنے آئیں جنہیں دیکھ کر عقل حیران اور مادی دنیا دنگ ہے۔ کھلی ہوئی بات ہے کہ یہ سب کچھ جذبۂ جہاد کی کارفرمائی اور اسلام سے عقیدت کا نتیجہ تھا۔ چنانچہ صدر مملکت نے اپنی نشری تقریر میں اسی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے برملا طور پر کہا تھا کہ موجودہ جنگ نے ثابت کر دیا ہے کہ اسلامی نظریۂ حیات سے وابستگی کے کیا کیا ثمرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ اور انشاء اللہ اسی نظریۂ حیات کو آئندہ کے لئے ہم زندگی کے ہر گوشے میں مشعلِ راہ بنائیں گے۔

گورنر مغربی پاکستان ملک امیر محمد خاں نے بھی آج رات (۱۶ دسمبر ۱۹۶۵ء) ریڈیو پاکستان لاہور سے تقریر کرتے ہوئے اسی قسم کا اعتراف کیا۔ اور فرمایا کہ پاکستان کے عوام کو ہنگامی حالات میں جس چیز نے عزم، حوصلہ اور استقلال بخشا اور ان میں قربانی و ایثار کا بے مثال جذبہ پیدا کیا وہ اسلامی نظریات سے اُن کی عقیدت ہے۔ لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہنگامی حالات میں دیئے گئے یہ بیانات اور سترہ روزہ جہاد میں رونما ہونے والی کیفیات کیا خود بھی ہنگامی اور وقتی نوعیت کی تھیں یا انہیں ہمیشہ کے لئے نشانِ راہ بنانے اور مستقل طور پر عملی شکل میں باقی رکھنے کی ضرورت ہے؟ ہمیں یقینِ واثق ہے کہ ہر محبِّ وطن پاکستانی اور ذی فہم شخص جس کے دل میں ایمان کی کوئی ادنیٰ رمق بھی باقی ہے اس امر کی تائید کرے گا کہ اسلامی دستورِ زندگی کو نشانِ راہ بنانے اور عملی شکل میں باقی رکھنے کی اشد ضرورت ہے اور اس میں ہماری بقاء و سالمیت کا راز مضمر ہے۔ اگر ہم نے اس نظریۂ حیات سے منہ موڑا اور ان کیفیات کو باقی نہ رکھا جو سترہ روزہ جنگ کے دوران قوم میں پیدا ہو گئی ہیں یا پھر انہی بدمستیوں میں لگ گئے جن میں ہم جنگ سے پہلے مستغرق تھے تو یاد رکھیئے اللہ کی نصرت اور تائید غیبی کے مواقع ہوا کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے پھر ہمیں کوئی ایسا موقع میسّر نہ آئے اور ہم کفِ افسوس ملتے اور حسرت و یاس کی تصویر بنے رہ جائیں۔

آیئے! ہم سب مل کر اسلامی نظریۂ حیات سے وفاداری کا پختہ عہد کریں اور اسے اپنی عملی زندگی میں جاری و ساری کرنے کے لئے ہمہ تن مصروف ہو جائیں۔ تاکہ رحمتِ الٰہی پوری طرح ہماری طرف متوجہ ہو اور ہم ہر مرحلہ پر تائید غیبی اور نصرتِ خداوندی کے مستحق ٹھہریں۔ مزید برآں اب اس کا موقع بھی فراہم ہو گیا ہے — رمضان المبارک کا مقدس مہینہ چند دنوں تک اپنی پوری آب و تاب سے آنے والا ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں اللہ رب العزت نے کائناتِ انسانی کے لئے اپنا مرتب کردہ بہترین اور جامع و اکمل دستورِ حیات نازل فرمایا اور اسی مہینہ کو روحانیت کی فصلِ بہار کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے —— چنانچہ رمضان کے ساتھ قرآن کا ذکر لازم و ملزوم ہے۔ کیا ہی بہتر ہو کہ حکومت اسی ماہ مبارک میں اپنے اعلانات کو عملی جامہ پہنانے کی طرف پہلا عملی اقدام کرے اور عند اللہ اور عند الناس ماجور ہو۔ اس کی کم سے کم صورت یہ ہو سکتی ہے کہ حکومت احترامِ رمضان آرڈیننس جاری کرے اور شریعتِ حقہ کا مذاق اڑا کر اللہ کے غیض و غضب کو دعوت دینے والوں کے لئے سخت سزائیں مقرر کرے۔ اوقاتِ روزہ کے دوران ہوٹلوں میں اور سرِ عام کھانے پینے والوں پر پابندی لگا دی جائے بسوں، لاریوں، ریل گاڑیوں اور بازاروں میں سگریٹ نوشی قطعاً ممنوع قرار دی جائے۔ ریڈیو پاکستان قرآن خوانی، فضائلِ قرآن و رمضان اور جہاد بتقاریر شریعت کے مطابق نعتیہ کلام، خبروں اور علمی نشریات کے لئے وقف رہے — بیرونی ممالک کے لئے بہترین قاریوں کی قرأت وقتاً فوقتاً نشر ہوتی رہے، بچوں کا پروگرام بھی فضائل قرآن و رمضان اور ترغیبِ صوم و صلوٰۃ کے لئے مخصوص ہو اور فحاشی کے اڈے چن چن کر

(باقی صـ۱۴ پر)

۲۲ر شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۶ر دسمبر ۱۹۶۵ء

رمضان المبارک کا بہتر طریقہ سے استقبال کریں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلامٌ علی عبادہ الذین اصطفیٰ ! امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

(مرتبہ : خالد سلیم)

اللہ تعالیٰ کا احسان و فضل ہے کہ اُس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق دی ہے - اللہ تعالےٰ ہم سب کو اور زیادہ اپنا ذکر و شکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین !

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان المبارک اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینہ میں اکثر روزے رکھا کرتے تھے۔ آج ہم مسلمانوں میں ایک بہت بڑی کمزوری پیدا ہو گئی ہے - اور ہم نفل نمازیں تو ضرور پڑھتے ہیں لیکن نفل روزے بہت کم رکھتے ہیں۔ بزرگانِ دین اور بزرگانِ دیوبند سارا سال ایام بیض یعنی ہر قمری مہینہ کی ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخ کو روزے ضرور رکھا کرتے تھے۔

اکثر اولیائے کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے اللہ تعالےٰ کی جو نعمت بھی حاصل کی ہے وہ سب رات کے قیام اور دن کے روزے سے حاصل ہوئی ہے -

انسان دو چیزوں یعنی جسم اور روح کا مرکب ہے - اللہ تعالےٰ نے جہاں جسم کی ترقی، پرورش اور ارتقار کے لئے پانی، دودھ، سبزیاں، پھل، میوے وغیرہ پیدا کئے ہیں وہاں روح کی تازگی اور پرورش کے لئے نماز، روزہ، ذکر اللہ اور دوسری عبادات کا حکم فرمایا ہے - روزہ رکھنے سے جہاں ثواب اور رضا الٰہی حاصل ہوتی ہے - وہاں یہ صحت جسمانی کا بھی سبب بنتا ہے - روزہ ایک ٹریننگ ہے - ہر ناجائز اور گناہ کے کام سے بچنے کی۔

رمضان المبارک کے مہینہ میں مسلمان اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کھانا پینا جو کہ حلال چیزیں ہیں، چھوڑ دیتا ہے - یہ ایک روحانی ٹریننگ ہے - کہ جہاں انسان جائز و حلال چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ترک کر دیتا ہے وہاں ناجائز و حرام چیزوں کے تو قریب تک نہیں پھٹکے گا۔

رمضان المبارک کا مہینہ آ رہا ہے اس کے لئے ہمیں مکمل تیاری کرنی چاہئے - ہمیں پکّا ارادہ کر لینا چاہئے کہ کوئی غلط اور گناہ کا کام نہیں کرنا۔

یاد رکھیں کہ حرام خورد و نوش سے بالکل روزہ قبول نہیں ہوتا۔ بلکہ الٹا عذاب و گناہ ہوتا ہے ـــ ہمارا فرض ہے کہ ہم حرام خورد و نوش کو کم از کم اس مہینہ میں بالکل ختم کر دیں۔ حلال کمائیں اور کھائیں روکھی سوکھی کھا کر گذارہ کر لیں۔ لیکن حرام کے قریب تک نہ پھٹکیں۔ حلال کھانے پینے میں برکت ہے، نورانیت ہے - اس سے عبادت کرنے میں لذّت و لطف حاصل ہوتا ہے - اور بارگاہِ الٰہی میں عبادت قبول ہوتی ہے۔

حضرتؒ حلال و حرام کی تمیز کے متعلق بہت زور فرمایا کرتے تھے وہ حرام مال تو کجا کسی بے نماز کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا تک نہیں کھاتے تھے -

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ رمضان کا مہینہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا مہینہ ہے - اس میں شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں - دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں - اور جنّت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں -

رمضان کا پہلا عشرہ اللہ کی رحمت کا ہے۔ دوسرا عشرہ مغفرت و معافی کا اور تیسرا عشرہ دوزخ سے نجات کا -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے مہینے کی قدر کی - اس کے پورے روزے رکھے - تو اللہ تعالےٰ اس کے سارے گناہ معاف کر دیتے ہیں -

روزہ صرف کھانے پینے کو چھوڑ دینے کا نام نہیں ہے - بلکہ ہر گناہ اور ناجائز کام سے بچنے کا نام روزہ ہے - آنکھ کا بھی روزہ ہے کہ یہ کسی غلط جگہ نہ نظر اٹھائے - کان کا بھی روزہ ہے کہ گناہ کی بات نہ سُنے - زبان کا روزہ یہ ہے کہ غیبت جھوٹ، چغلی سے بچے - غرض جسم کے ہر عضو کا روزہ ہوتا ہے - اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے کھانے پینے کو چھوڑنے اور ہر ناجائز اور گناہ کے کام سے ہاتھ، پاؤں، کان، آنکھ کو بچانے کا نام روزہ ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو ایسا روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے -

حدیث میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت و ریاضت فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی - کہ یا رسول اللہ ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ تو اللہ کے مقبول بندے ہیں - آپ کے سارے گناہ معاف کر دئے گئے ہیں (اگر کوئی ہیں) اور آپ بالکل بخشے ہوئے ہیں تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت کیوں فرماتے ہیں ؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ رضؓ ! کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں ؟ ہمیں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم پر چلنا چاہئے - اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائیں - ہماری زندگی کا مقصد ہی یہ ہے کہ ہم اللہ تعالےٰ کی عبادت و شکر کریں - وقت فارغ ہے تو اس کا شکر یہ ہے کہ ذکر اللہ کریں، نوافل پڑھیں - تلاوت قرآن کریں - اللہ تعالےٰ نے دولت دی ہے تو غرباء و مساکین کی امداد کریں، زکوٰۃ و خیرات کریں - اللہ کی رضا کے لئے حج کریں - غرض اللہ کی دی ہوئی ہر نعمت کا شکر بجا لائیں۔ صحت و تندرستی دی ہے تو خوب عبادت کریں - اللہ کی راہ میں جہاد کریں -

اللہ تعالیٰ کا آپ حضرات پر خاص فضل و احسان ہے کہ آپ دُور دُور سے چل کر ذکر اللہ کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں - آپ کا اللہ کی راہ میں چل کر آنا نجات کا ذریعہ بنے گا - ہر ہر قدم پر آپ کو نیکیاں ملتی ہیں - یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و کرم ہے - آپ اس کا جتنا شکر کریں کم ہے -

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان کی بہت حفاظت کرنی چاہئے - قبر کی دیوار تک اس کا خطرہ ہوتا ہے - شیطان مردود ہر وقت پیچھے لگا ہوتا ہے - میں نے بڑے بڑے علماء کے ایمان بھسم ہوتے دیکھے ہیں - ہر نیکی پر اللہ کا شکر ادا کریں - اس کو اللہ تعالےٰ کا فضل جانیں غرور و تکبّر نہ کریں - اگر کوئی گناہ ہو جائے تو فوراً بارگاہِ الٰہی کی طرف رجوع کریں - توبہ استغفار کریں - گڑگڑا کر معافی مانگیں - معافی و مغفرت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے -

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو رمضان کا

۲۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۷ر دسمبر ۱۹۶۵ء

روزہ انسان کو بندگی کا پیکر بناتا ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَھُوَ خَیْرٌ لَّہٗ ط وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(پ ۲ - س بقرہ - آیت ۱۸۳ ، ۱۸۴)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح اُن لوگوں پر فرض کئے گئے تھے جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ — گنتی کے چند روز — پھر جو کوئی تم میں سے بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں فدیہ ہے۔ ایک مسکین کا کھانا۔ پھر جو کوئی خوشی سے نیکی کرے تو وہ اس کے لئے بہتر ہے اور روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

حاصل مذکورہ بالا آیات پر غور کرنے سے یہ نکلا کہ :-

۱ - روزہ ہر بالغ مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اور ظاہر ہے فرض کی ادائیگی سے غفلت و سستی اور رُوگردانی بہت بڑا گناہ اور اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

۲ - روزہ پہلی امتوں پر بھی فرض رہا ہے — اسلام نے کوئی انوکھی بات نہیں کی۔

۳ - روزہ کا مقصد انسان میں روح کی پاکیزگی، پرہیزگاری، سپاہیانہ ہمت، تزکیۂ نفس اور خواہشات نفسانی کو مغلوب کر کے ان پر حکمرانی کا ملکہ پیدا کرنا ہے۔

۴ - روزوں کی تعداد مقرر ہے۔ رمضان کے مہینے میں کبھی ۲۹ اور کبھی ۳۰ دن۔

۵ - اگر رمضان کے مہینے میں کوئی شخص بیمار ہو اور اس قابل نہ ہو کہ روزے پورے کر سکے تو وہ اس مہینے کی بجائے کسی اور وقت جب کہ وہ تندرست ہو روزے رکھ سکتا ہے۔

۶ - ان دنوں اگر کوئی شخص سفر پر ہو تو وہ اپنے روزے کسی اور وقت پر پورے کر سکتا ہے۔

۷ - فدیہ کی مقدار ایک فقیر کو کھانا کھلانے کے برابر ہے لیکن اگر کوئی صاحب ایمان ان رعائتوں کا مستحق ہوتے ہوئے بھی روزہ رکھے اور جذبۂ شوق کی وارفتگی میں اپنی خوشی سے نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے تو اس کے مرتبے کا کیا پوچھنا اور اس کے افضل و برتر ہونے میں کیا شبہ — یہ تو اس کے حق میں اور بھی بہتر ہے۔

روزہ کسے کہتے ہیں ؟

اصطلاح شریعت میں روزہ اس فعل کو کہتے ہیں کہ انسان طلوعِ فجر سے غروب آفتاب تک اپنے آپ کو کھانے پینے اور عمل زوجیت سے روکے رہے۔ معنیً یہ ہے کہ اس مدتِ معینہ میں اپنے قصد اور ارادہ سے اپنی جائز اور طبعی خواہشوں کی تکمیل سے بھی باز رہے اور غیبت اور بے حیائی، فحش کلامی، بدزبانی وغیرہ گناہوں کے قریب بھی نہ پھٹکے۔ احادیث نبویؐ میں گناہوں سے بچنے کی تاکید بار بار وارد ہوئی ہے۔

مقصد روزہ !

خدائے اسلام غنی اور بے نیاز ہے وہ ہر قسم کے احتیاج سے پاک ہے۔ جس طرح وہ ہمارے رکوع و سجود اور تسبیح و تکبیر سے بے نیاز ہے۔ اسی طرح اُسے ہمارے بھوکے اور پیاسے رہنے، ہمارے روزہ و تراویح ہماری سحری و افطاری کی بھی کوئی حاجت نہیں۔ یہ تمام امور ہمارے ہی نفع اور فائدے کے لئے ہیں۔ مقصود صرف ہماری فلاح و بہبود ہے۔ ہمارے کمالات کی نشوونما اور ہماری ہی ترقی پیش نظر ہے۔ ہم میں ضبطِ نفس کرنا اور ہمیں ہی اپنی خواہشاتِ نفسانی پر حاکم بننے کی تعلیم دینا مطلوب ہے۔ غرض رکھنے کا مقصد یہی ہے کہ انسان متقی بنے اور حیوانیت کے غار سے نکل کر ملکوتیت کے آسمان پر جلوہ گر ہو۔

مزید برآں مقصدِ تخلیقِ انسانی بھی یہی ہے کہ انسان حق تعالیٰ شانہٗ کی بندگی کرے۔ اور اللہ اور رسولؐ کے احکام کے مطابق سراپا نیاز بن کر زندگی گذارے۔ چنانچہ روزہ اس مقصد کے حصول کا بہت بڑا ذریعہ ہے روزہ دار اپنے شب و روز اللہ کی یاد اور اس کی عبادت میں گذارتا ہے۔ رات کو قیام کرتا ہے تلاوتِ قرآن اور کثرتِ نوافل سے اللہ کو راضی کرنے کی سعی کرتا ہے اور دن کے وقت روزہ رکھتا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے پیدا کرنے والے، سامانِ زندگی مہیا کرنے والے، موت و زندگی بیماری و تندرستی ہر چیز پر قدرت رکھنے والے حاکم و آقا کے سامنے عہد کرتا ہے۔ کہ وہ صرف اور صرف اسی کے لئے وقف ہے۔ زبان اگر کھلے گی تو صرف کلمۂ حق پر، کان اگر سنیں گے تو صرف سچی آواز، آنکھ اگر دیکھے گی تو صرف امرِ حق کو دل اگر سوچے گا تو صرف سچائیوں کو اور ہاتھ اور پاؤں اگر حرکت میں آئیں گے تو صرف سچائی کی راہ میں۔ گویا روزہ دار صحیح معنوں میں بندگی کا پیکر بن جاتا ہے اور اس کی ہر حرکت رضائے ایزدی کے مطابق ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ نے روزہ کا اجر بھی بہت ہی عظیم رکھا ہے حدیث قدسی ہے :-

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ

ترجمہ : روزہ میرے لئے ہے اور اس کا اجر میں خود ہوں۔

اندازہ فرمایئے۔ کس قدر عظیم اجر ہے؟ حوریں نہیں، جنت کے باغات اور قصور و محل نہیں کوئی اور ایسی نعمت نہیں جسے عقل سمجھ سکے بلکہ خود اللہ رب العزت اس کا اجر ہیں۔ چنانچہ یہ عبادت بھی ایسی ہے جو خدا کے علاوہ کسی اور کے لئے ہو ہی نہیں سکتی۔ ریاء اور شرک کا شائبہ

(باقی صـ۱۴ پر)

حافظ عبدالمجید خطیب (قاری ریڈیو پاکستان)

مظلوم کی حمایت اسلام کی نظر میں

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :۔

اس کرۂ ارضی پر ابھی انسان کا قدم بھی نہیں پڑا تھا کہ اس کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ایک نصب العین، ایک نظامِ حیات اور دستورِ زندگی منتخب کر لیا گیا تھا۔ جس کے بتائے ہوئے راہِ عمل پر چل کر انسان نے اس زمین میں امن اور سلامتی کے پھول کھلا کر زمین کے چٹیل میدان میں باغ و بہار کا سماں دکھانا تھا۔ ایک دوسرے کے ساتھ میل جول اور تمدنی رابطے قائم کرنا تھا۔ اس نظریۂ حیات کو خود خالقِ کون و مکاں اور مالکِ ارض و سما نے منتخب کیا۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ اللہ کے ہاں تمہاری وہی زندگی مقبول اور محبوب ہو سکتی ہے جسے اسلامی سانچے میں ڈھال کر خدا کے حضور پیش کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا۔ کہ ہم نے تمہارے قافلۂ زندگی کی روانی کے لئے اسلام ہی کو طریقِ عمل منتخب کیا ہے۔ تمہاری ابتدا اور انتہا، تمہارا اوّل اور آخر اسلام ہی ہو اور صرف اسلام ——— اس جہانِ فانی سے انتقال اور عالمِ بقا کی طرف روانگی کے وقت بھی تم اسلام سے ہمکنار رہو کر مسلمان ہی ثابت ہو۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی لَکُمُ الدِّیْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ اللہ نے تمہارے لئے دین کو راہِ عمل پسند کیا ہے اور اسلام ہی کو تمہاری نجاتِ اُخروی اور سعادتِ دنیوی کا ضامن قرار دیا ہے۔ اس لئے تمہاری موت کے وقت تمہاری حالت ایک اعلیٰ مسلمان کی ہونی چاہئے۔

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے جبکہ ہر طرف جہالت اور گمراہی کا دور دورہ تھا، ظلم و ستم [illegible] امن و سلامتی کا شیرازہ بکھر رہا ہے [illegible] ظلم عروج پر [illegible] مظلوم [illegible] انسانیت [illegible] ظلم و جہالت کی بھڑکتی آگ کے شعلوں پر امن و سلامتی کا پانی ڈال کر [illegible] مظلوم کی دستگیری کر کے [illegible] آزادی [illegible] خود داری [illegible]

اسلام نے آکر [illegible] انسانیت کو ظلم اور تشدد کے بوجھ سے آزاد کر کے جور و ستم کا خاتمہ کیا اور اپنے ماننے والوں کو ایک ایسا [illegible] سبق دیا کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ تم گذشتہ سب امتوں سے بہتر ہو۔ تمہیں پورے جہان کے لئے چُنا گیا ہے۔ تمہارے اہم فرائض یہ ہیں کہ اللہ پر ایمان رکھو، نیکی اور سلامتی کو پھیلاؤ۔ امن اور آشتی کے اعلیٰ اقدار کو فروغ دو۔ اور ہر برائی اور شر کا خاتمہ کر دو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے تم میں سے جو کوئی، جہاں کہیں، جب کبھی اور جس کسی برائی کو ہوتا دیکھے اس کی جڑ کاٹ اور اس کا سر کچل کر رکھ دے۔ اس برائی کو روکنے میں سب سے اعلیٰ کردار یہ ہے کہ اسے قوتِ بازو سے روکے۔ اور اگر ضرورت پڑے تو اس برائی اور ظلم کی بیخ کنی کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر دنیا کو دکھا دے کہ میری رگِ جان سے بہنے والا خون کا ہر قطرہ اس امر کی گواہی دے رہا ہے کہ اس امن اور سکون کی دنیا میں برائی اور ظلم کا وجود ناقابلِ برداشت ہے۔ سورۂ حج کی آخری دو آیات میں ارشادِ ربانی ہے ”ایمان والو! رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے پروردگار کی عبادت میں مصروف رہو۔ بھلائی کرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔ اللہ کے لئے جہاد کرو جیسا کہ اس کا حق ہے۔ یعنی تم امن اور سلامتی کے علمبردار بن کر رہو۔ اور جہاں کہیں ظلم اور عدوان سر اٹھائے اس کا بھیجا نکال دو۔ تمہارا یہ کام اللہ کے ہاں ساری عبادتوں سے افضل ہے۔ اسی لئے تو خود حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اسے پسند کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں مقاتلہ کروں اور شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر شہید ہو جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر شہید ہو جاؤں۔

اسلامی تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے ہر دور میں یہی کوشش کی ہے کہ یہ دنیا امن اور سلامتی کا گہوارہ رہے۔ کیونکہ یہ ان کا فرض تھا کہ وہ دنیا میں فتنہ اور فساد کو مٹانے کی خاطر اور مظلوم کو ظالم اور تشدد کے پنجے سے نجات دلانے کے لئے جان اور مال کی قربانی کرنے سے دریغ نہ کریں۔

۶ ستمبر کو ہندوستان نے [illegible] حملہ کر کے ہمیں ادائیگیٔ فرض کے لئے پیدا کیا ہے الحمد للہ ہماری بہادر [illegible] افواج اور عوام نے وطنِ عزیز کے دفاع اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کی آزادی کے لئے جان اور مال کی قربانی [illegible] کر کے دنیا پر ثابت کر دیا کہ ہم آج بھی مظلوم کی حمایت کے لئے کمر بستہ اور سینہ سپر ہیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تعارف و تبصرہ

:- نور محمد انور :-

نام کتاب : نغماتِ جہاد
مرتبہ : عبدالرشید ارشد
کتابت طباعت آفسٹ کاغذ سفید سرورق نہایت خوبصورت سہ رنگا۔
قیمت مجلد تین روپے علاوہ محصول ڈاک۔
ناشر : مکتبہ رشیدیہ، میاں چنوں ضلع ملتان۔

اس مجموعے میں شعرائے کرام کی وہ تمام ایمان افروز قومی نظمیں، ترانے اور گیت وغیرہ درج ہیں جو حالیہ جنگ کے موقع پر شعراء نے مجاہدین اسلام کو نذرانۂ عقیدت کے طور پر پیش کئے ہیں۔ اس کے مطالعہ سے دلوں میں جوشِ جہاد کا ولولہ اور شوقِ شہادت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے یہ مجموعہ سات ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں نغماتِ جہاد دوسرے میں افواجِ پاکستان، تیسرے میں نغماتِ وطن، چوتھے میں کشمیر، پانچویں میں شخصیات، چھٹے میں مقامات، ساتویں میں بھارتی بھگوڑوں کی عبرتناک شکست پر نظمیں درج ہیں۔

نغماتِ جہاد پڑھ کر سترہ دن کی حالیہ جنگ کا نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ اور پاکستان کے بہادر و غیور فوجیوں اور رضاکاروں کے زرّیں اور مجاہدانہ کارناموں پر شعرائے کرام کی لکھی ہوئی نظمیں دلوں میں جہاد فی سبیل اللہ کی تڑپ اور شہادت کی تمنا پیدا کرتی ہیں لہٰذا نغماتِ جہاد خود بھی خریدئے اور احباب کو بھی تحفۃً پیش کیجئے۔

نام کتاب : علمائے دیوبند کا مسلک
تصنیف : حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب
ضخامت : ۵۶ صفحات۔ کتابت طباعت عمدہ ٹائٹل رنگدار۔ کاغذ سفید۔ سائز ۲۰×۲۶
قیمت : ایک روپیہ بارہ پیسے علاوہ محصول ڈاک
ناشر : مکتبہ رشیدیہ منٹگمری۔

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ دنیائے اسلام کے بہت بڑے عالمِ دین اور بلند پایہ مصنف ہیں۔ بیسیوں کتابیں آپ نے تصنیف کی ہیں۔ ابھی تک تصنیف و تالیف کا یہ سلسلہ جاری ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ جاری رکھے۔

اس کتاب میں قاری صاحب مدظلہ نے علمائے دیوبند کے مسلک کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور محققانہ انداز میں [illegible] اصول و فروع [illegible] کر کے ثابت کیا ہے کہ مسلک [illegible] اہلسنت [illegible] علمائے دیوبند [illegible]

پھر بہار آنے کو ہے

روزہ — شعوری روزہ

عظمت تفہیمی — جھنگ صدر

مادی تصوّر! کیا ہمیں روزہ اس لئے رکھنا چاہئے کہ وہ صحت جسمانی کے لئے ایک بہترین نسخۂ شفا ہے۔ معدہ کی بیماریاں اس کی وجہ سے دور ہو جاتی ہیں۔ نزلہ اور امراضِ نزلی میں سے بیشتر کا خاتمہ ہو جاتا ہے اس لئے کہ معدہ غذا نہ پاکر فضلات دماغیہ کو ہضم اور فنا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ دیگر بلغمی امراض جو جسم کے ہر حصّے میں پیدا ہو جایا کرتے ہیں اُن کا مداوا بھی بڑی حد تک اسی میں ہے۔ اس لئے کہ روزے کی بھوک اور پیاس بلغم کو جسم کے ہر حصّے سے چھانٹ کر جذب اور فنا کر دیتی ہے۔ جس سے تمام بدن پاک ہو جاتا اور صحت و توانائی بحال کر لیتا ہے —— کیا ہم اسی قسم کے طبّی فوائد حاصل کرنے کے لئے روزہ رکھیں۔

راہبانہ تصوّر! پھر کیا ہم اس لئے روزہ رکھیں کہ جب تک جسم کو بھوک پیاس کی تکلیف دے کر کمزور اور مضمحل نہ کر دیا جائے اس وقت تک روح قوی اور ہلکی پھلکی ہو کر عالمِ بالا کی طرف پرواز کے قابل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جسم اور روح دو اضداد کی حیثیت میں پیدا کئے گئے ہیں۔ جن کے تقاضے باہم مختلف ہیں۔ جن کے عواطف اور میلانات الگ الگ ہیں۔ جن کے راستے متضاد سمتوں میں جاتے ہیں۔ لہٰذا جب تک ایک کو تکلیف نہ دی جائے دوسرے کو مسرت حاصل نہیں ہو سکتی۔ جب تک ایک کا راستہ نہ روکا جائے۔ دوسرے کا راستہ نہیں کھولا جا سکتا —— حتّٰی کہ جب تک ایک کو فنا نہ کر دیا جائے اس وقت تک دوسرے کو بقاء کا مقام حاصل ہی نہیں ہو سکتا —— کیا ہم روحانیت کے اس راہبانہ فلسفہ کے پیشِ نظر جسم کو کمزور اور روح کو قوی کرنے کے لئے روزہ رکھیں؟

عابدانہ تصوّر! پھر ہم روزہ کیوں رکھتے ہیں —؟ سنئے اور غور سے سنئے۔ اس لئے اور صرف اس لئے کہ ہم اور ہمارے علاوہ کائنات کی ہر چیز عبادت کے لئے پیدا کی گئی ہے اور روزہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے۔

عبادت کے معنی غلامی اور اطاعت کے ہیں۔ اور ایک انسان اس وقت تک مقامِ عبدیّت (غلامی) حاصل ہی نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنی زندگی کو مع اس کے تمام حرکت و سکون، خلوت و جلوت، دن اور رات، مسجد و بازار اور عدالت و دفتر کے اللہ کے حوالے نہ کر دے۔ یہی حوالگی اور سپردگی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے اور اسی کا اعلان آیت شریفہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ

میں کیا گیا ہے۔

عبدیّتِ کائنات وانسان! اب اس عبادت میں روزے کو فِٹ کیجئے۔ ظاہر ہے کہ انسان جو ایک ارادہ رکھنے والی مخلوق ہے جس میں نسیان اور خطا کی کمزوریاں بھی موجود ہیں وہ اس چاند اور سورج کی طرح تو عبد یا بندۂ مجبور نہیں بن سکتا۔ جن کی حالت یہ ہے کہ جو راستہ، جتنی رفتار اور جتنی ٹھنڈک اور گرمی اُن کے لئے مقرر کر دی گئی ہے وہ قیامت تک اُسی پر قائم رہیں گے اور اپنے کسی برج اور اپنی کسی منزل میں بھی وہ حدودِ عبادت (اطاعت) سے تجاوز نہ کر سکیں گے۔

انسان کی حالت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ایک طرف اس کے خمیر میں آزادیٔ فکر اور آزادیٔ عمل رکھ دی گئی ہے۔ اور دوسری طرف اُس سے اطاعت کا مطالبہ کیا گیا ہے — اس نازک صورتِ حال میں انسان کو صراطِ مستقیم (عبادت) پر قائم رکھنے اور اس کی کمزوریوں کے وقت اس کی مدد کرنے اور اسے سہارا دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مؤثر نظامِ تربیت تجویز فرمایا ہے۔

نظامِ تربیت! چنانچہ یہ روزے مسلمانوں کے لئے ایک نظامِ تربیت ہیں۔ اور ان کا مقصد یہ ہے کہ غافل انسان، کمزور انسان اور بھول جانے والا انسان، وہ خطاکار انسان جو بازار کی الجھنوں میں اطاعتِ الٰہی سے ہٹ سکتا ہے، وہ بھول جانے والا انسان جو دوستوں کی آزاد محفلوں میں مقامِ اطاعت کو فراموش کر سکتا ہے وہ ضعیف انسان جو گوشۂ تنہائی اور رات کی تاریکی میں لغزش کھا سکتا ہے، وہ چھوٹے حوصلے کا انسان جو دنیوی اقتدار پا کر بندگی کی حدود سے تجاوز کر سکتا ہے۔ وہ جس کو قدم قدم پر شیاطین اور اخوان الشیاطین اغوا کر سکتے ہیں۔ ایسے عظیم خطرات میں گھرا ہُوا انسان اس تربیتی نصاب سے گذرے۔ اور اپنے تمام دشمنوں کے مقابلہ میں اپنی قوتِ ارادی اور تابِ مقاومت کو اتنا مستحکم بنا لے کہ پھر وہ کسی گھاٹی میں بھی لقمۂ خطرات نہ بن سکے۔

امتثالِ امر! ایک مسلمان رمضان کے مہینے میں صرف روزہ ہی نہیں رکھتا بلکہ درحقیقت رات دن میں ہر وقت احکامِ الٰہیہ کے قبول کرنے کی تربیت حاصل کرتا ہے۔ دن میں کھانا چھوڑنے کا حکم دیا جاتا ہے تو ہم اسے بھی مانتے ہیں اور رات میں کھانے کا حکم دیا جاتا ہے۔ تو ہم اسے بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور ہمارے یہ دونوں متضاد عمل ہمارے لئے عبادت بن جاتے ہیں۔ اور اگر ہم میں سے کوئی شخص زیادہ شوق میں آکر رات کو بھی کچھ نہ کھائے اور بلا افطار و سحری کے مسلسل روزے رکھتا چلا جائے تو خواہ وہ ایسا کرنے میں کیسی ہی اچھی نیت کیوں نہ رکھتا ہو ہر حال میں اُس کا یہ عمل نافرمانی اور گناہ سمجھا جائے گا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمیں بھوکا رکھنا پسند نہیں ہے۔ اور وہ بھوک اور کھانے کے متضاد احکام دے کر ہماری اطاعت اور فرمانبرداری کو اتنا مستحکم کرنا چاہتے ہیں کہ کسی کے حکم کے بارے میں بھی ہمارے دل میں شک و شبہ اور پس و پیش باقی نہ رہے۔

فکر و عمل کا روزہ! روزہ بھوک اور پیاس ہی کی تربیت کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ مہینہ دراصل تقوے کا ایک خاص موسم ہے۔ جس میں تمام احکامِ الٰہی کی سختی کے ساتھ پابندی کرائی جاتی ہے۔ اور یہ بات نہیں صاف طریقہ پر بتا دی گئی ہے کہ جس شخص نے معدہ کا روزہ تو رکھ لیا لیکن اس کے ساتھ فکر کا روزہ، دل و دماغ کا روزہ، آنکھوں اور کانوں کا روزہ، زبان اور ہاتھ پاؤں کا روزہ نہ رکھا تو ایسا روزہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں قدر و منزلت کا مستحق نہیں ہے۔ جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (اوکما قال علیہ السلام)

ترجمہ: جس شخص نے جھوٹ بولنا اور جھوٹے کام کرنے نہ چھوڑے تو اللہ تعالیٰ کو اُس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (حدیث)

رمضان شریف اور قرآن کریم

رمضان المبارک میں ہم کثرت کے ساتھ قرآن کریم پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن احکام پر عمل کرنے کی تربیت ہم اس مہینے کے شب و روز میں حاصل کرتے ہیں ان احکام کا علم بھی ہمیں قرآن کریم کے ذریعے ہوتا ہے۔ عمل احکام کے لئے علم احکام اشد ضروری ہے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ قرآن کے اس مہینے میں تلاوت کے ساتھ ساتھ اُس کے ترجمے اور احکام کے سننے سنانے کا بھی چرچا ہو۔

لیکن قرآن کی تلاوت ترجمہ پر موقوف نہیں ہے۔ اس لئے کہ قرآن کی عبارت کو بلا ترجمہ پڑھ لینا بھی اپنی جگہ ایک اہم عبادت ہے اور اس پہ بھی ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اور یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو قرآن عظیم کے سوا دنیا کی کسی دوسری مذہبی یا غیر مذہبی کتاب کو کبھی حاصل نہیں ہوئی۔

جو عقل پرست لوگ حفظ و تلاوت پر "طوطے کی رٹ" کی پھبتی جملتے ہیں وہ قرآن کی عظمت سے بے خبر ہیں اور بے خبری کے عالم میں ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں فہم نصیب کرے اور توبہ کی توفیق بخشے۔

روزہ مقصد نہیں ذریعہ ہے

فرائض و عبادات کے بارے میں مسلمان بالعموم مقصد اور ذریعہ کے فرق کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو فوائد اور اثرات اسلامی احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہونے چاہئیں اور جن کا وعدہ قرآن کریم میں جگہ جگہ کیا گیا ہے وہ مرتب نہیں ہوتے۔ اور جب ہم اپنی عبادتوں کو بظاہر بے نتیجہ پاتے ہیں تو یا خود عبادت ہی سے بد دل ہو جاتے ہیں یا پھر اُن میں اپنی طرف سے گانے بجانے، قوالی، عرس اور گیارھویں بارھویں جیسے کسی دل پسند اور لذیذ اضافہ کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اسلام کی نازل شدہ عبادات میں نہ تو بے اثری ہی ہے اور نہ ہی وہ ہمارے کسی خود ساختہ اضافہ کی محتاج ہیں۔

عبادات کے بے اثر ہونے کی اصلی وجہ خود ہمارے اندر ہے عبادات کے اندر نہیں ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم نے مقصد اور ذریعہ کے فرق کو نظر انداز کر دیا ہے۔ اصل مقصد ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو گیا ہے اور اس مقصد تک پہنچنے کے جو ذرائع تھے انہی کو ہم مقصد سمجھ کر بیٹھ گئے ہیں اور اس غلطی کی مثال یہ ہے کہ:

مثال! ایک شخص نے روزی کمانے کے لئے سنگر مشین خریدی۔ مشین نہایت خوبصورت اور سنہری نقش و نگار سے آراستہ تھی۔ نقش و نگار میں محو ہو کر رہ گیا۔ آج اس نے مشین کے نقش و نگار کی حفاظت کے لئے ایک غلاف سلوایا۔ کل اُس کے رکھنے کے لئے ایک شوکیس خریدا۔ پرسوں اُس کے سجانے کے لئے ایک الماری ہوائی اور اس کے بعد روزانہ اس کی صفائی کا اہتمام کیا۔ اور پھر تو اس کا دائمی مشغلہ ہی یہ بن گیا کہ صبح اٹھے مشین کو جھاڑے پونچھے اور پھر اس کے آگے دو زانو ہو کر دعا مانگنے بیٹھ جاتے کہ "اے مشین روزی دے۔ اے مشین روزی دے"۔

اب آپ ہی بتائیے کہ اس شخص کے لئے اس مشین کے صندوق سے اشرفیوں کی تھیلیاں کب برآمد ہوں گی ـــ؟

ذریعہ کو مقصد بنا لینے کی یہی غلطی ہے جس کا ارتکاب ہم روزہ، حج، نماز، زکوٰۃ، قرآن، حدیث اور دین کے ہر شعار کے بارے میں کرتے ہیں اور کرتے چلے آ رہے ہیں۔ پھر اگر ہم نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے ان اثرات سے محروم رہتے ہیں جن کا وعدہ بالکل سچا وعدہ اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تو پھر انصاف کیجئے کہ نتائج سے محرومی کی ذمہ داری کس پہ عاید ہو گی۔ ہماری غفلت پر یا (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کی ذات پر ـــ!

روزہ ایک ذریعہ ہے خود مقصد نہیں ہے

اس کا جو مقصد اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے وہ تقویٰ اور زندگی کی پاکیزگی ہے۔

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (قرآن کریم)

ترجمہ: یعنی اے ایمان والو! تم پر بھی روزے اُسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم نیک بن جاؤ۔

مقصدِ روزہ! نیکی، تقویٰ اور خوفِ خدا کی زندگی حاصل کرنا وہ اصل مقصد ہے جس کے لئے پورے ایک ماہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ میرے کمزور اور بھول جانے والے بندے بارہ مہینے میں سے ایک مہینہ خصوصی تربیت میں گذاریں اور اپنی پوری زندگی کو ہر میدان، ہر راستے، ہر منزل، ہر خلوت، ہر جلوت، ہر حرکت، ہر سکون، ہر دن، ہر رات، ہر صبح، ہر شام، ہر منڈی، ہر بازار، ہر دفتر، ہر عدالت، ہر تھانہ اور ہر تحصیل میں اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند بنا دینا ہی وہ عبادت کاملہ اور وہ آخری مقصد ہے جس کے حصول کا ذریعہ کبھی روزے کو قرار دیا جاتا ہے اور کبھی نماز، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کو۔ اس لئے کہ یہ سب شرعی احکام اُسی ایک مقصد کے ذریعے ہیں اور ان کو ادا بھی حصولِ مقصد ہی کی نیت سے کرنا چاہئے۔

انشاء اللہ! اس مہینے میں ہم سب ارادہ کر کے رکھ کر اپنے فکر کو خلافِ اسلام خیالات سے پاک کریں گے۔ اپنے دل کو خلافِ اسلام ارادوں سے پاک کریں گے۔ اپنی آنکھوں کو خلافِ اسلام نظاروں سے پاک کرینگے اپنی زبان کو خلافِ اسلام نہ بولنے کی قسم دیں گے۔ اپنے ہاتھوں کو خلافِ اسلام عمل نہ کرنے کی قسم دیں گے۔ اپنے قدموں کو خلافِ اسلام نہ چلنے کی قسم دیں گے۔ اپنے قلموں کو خلافِ اسلام نہ لکھنے کی قسم دیں گے۔ اپنے دفتروں سے خلافِ اسلام ریکارڈ نکال دینے کا ارادہ کریں گے۔ اپنی عدالتوں کو خلافِ اسلام فیصلوں سے پاک کرنے کا عزم کریں گے اپنے قانون کی خلافِ اسلام دفعات کو منسوخ کرنے کی قسم کھائیں گے۔ اپنے بازاروں اور منڈیوں کی رونق کو مساجد کی رونق کے ساتھ وابستہ کریں گے۔ اپنے معبدوں کو فرقہ وارانہ تنازعات سے پاک کریں گے۔ اپنے اجتماعی وفاق کو اسلامی اتحاد کا مرکز بنائیں گے اپنی تنظیموں کو باہمی منافرت سے پاک کر کے انہیں اسلامی اخوت کا ذریعہ بنائیں گے۔ دشمنانِ اسلام کے مقابلہ کی تیاری کریں گے۔ کفارِ ہند اور کفارِ مغرب کے خلاف جہاد کا علم بلند کریں گے اور شوکتِ اسلام کو اطرافِ عالم میں دوبارہ بحال کرنے کا منصوبہ بنائیں گے۔

اللہ تعالے ہمارے ایمان کو مضبوط فرمائے ہمارے دلوں کو مضبوط فرمائے۔ ہمارے ارادوں کو مضبوط فرمائے۔ ہمارے قدموں کو استقامت دے۔ ہمارے رہنماؤں کو ہدایت دے۔ ہمارے پیشواؤں کو بصیرت دے۔ ہمارے ارشدوں کو دانائی اور ہمارے کمزوروں کو طاقت دے۔ ہمارے جوانوں کو ہمت و شجاعت اور خالد و طارق کا شوقِ شہادت دے ہماری فوجوں کو جہاد فی سبیل اللہ کی نیت اور میدانِ جہاد کی کامیابی دے۔ اور ہمارے مجاہدین کو جہاد فی سبیل اللہ کے ہر میدان میں میدانِ بدر کی سی فتح و نصرت عطا فرمائے

اے اللہ! رمضان المبارک کی برکت سے ہمارے دلوں کو دنیا کی محبت سے آزادی نصیب فرما۔

اے اللہ! رمضان المبارک کی برکت سے ہمارے پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنا۔

اے اللہ! رمضان المبارک کی برکت سے ہمارے دلوں میں اپنی ذات و صفات اور اپنے حبیب پاک کی محبت پیدا فرما۔ اے اللہ! رمضان المبارک کی برکت سے ہمارے عوام کو علماء کے ساتھ وابستہ فرما۔ اور ان کے جھنڈے کے نیچے جمع ہونے کی توفیق عطا فرما۔ اے اللہ! ہماری دعاؤں کو قبول فرما۔ بے شک تو ہی سننے جاننے اور قبول کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔

مرتبہ: محمد عثمان غنی بی۔ اے۔ واہ کینٹ

بقاءِ ملت کا راز

۲۴ر دسمبر ۱۹۶۵ء بروز جمعۃ المبارک پاکستان بھر میں "یوم تشکر" منایا گیا۔ جامعہ مدنیہ کیمبلپور کی وسیع جامع مسجد میں ایک بہت بڑے اجتماع سے حضرت قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب دامت برکاتہم نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو ناظرین کرام کے لئے قلمبند کر کے پیش خدمت ہے۔ یہ خطبہ مقامی زبان میں دیا گیا۔ احقر اس کا اردو ترجمہ کر کے پیش کر رہا ہے۔
(محمد عثمان غنی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

میرے بھائیو اور دوستو! جیسا کہ تاریخ کا ہر انسان اور طالب علم اس بات کو اچھی طرح جانتا ہے کہ اسلام دنیا کا سب سے آخری دین اور سب سے آخری مذہب ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں سب سے آخری نبی، میری کتاب سب سے آخری کتاب، اور میری امت سب سے آخری امت ہے۔ اور پھر ساتھ یہ بھی تقریباً ہر ایک انسان سمجھتا ہے کہ اسلام نے جو نظام حیات پیش فرمایا وہ ایسا نظام حیات ہے جو انسانی خواہشات پر ہر طرح کی پابندی عائد کرتا ہے جس کو ایک انسان، انسان ہونے کی وجہ سے خوشی کے ساتھ جلدی نہیں قبول کر سکتا۔ اسلام نے جو نظام حیات پیش کیا ہے، اگر آپ غور فرمائیں تو اس میں بڑی پابندیاں ہیں، مثلاً حرام نہ کھاؤ، شراب نہ پیو، سود نہ کھاؤ، غیر محرم عورت کو نہ دیکھو، جھوٹ نہ بولو، ظلم نہ کرو، یعنی قدم قدم پر انسان کو روکا گیا ہے۔

اتنی پابندیاں لگا کر کے انسان کو پھر دین حق کی طرف رہنمائی کی، وہ دین جو سارے دینوں سے آخری دین ہے اور وہ دین جو کہ کیسی تعلیمات کا حامل ہے جس میں انسان کے لئے بڑی پابندیاں اور رکاوٹیں ہیں خواہشات انسانی کی تکمیل کے لئے اور پھر میرے دوستو آپ بھی جانتے ہیں کہ اسلام اس امت میں پہلے پیدا ہوا، اس قوم میں پہلے پیدا ہوا جو سب سے پہلے جو مخاطب قوم تھی، اسلام کی اور قرآن کی، ان کو قرآن کریم "امی" سے تعبیر کر رہا ہے۔ ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ۔ اللہ نے امیوں میں رسول بھیجا.... آخری رسول.... جناب رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم.... یعنی پہلی مخاطب قوم کون سی تھی، جنہیں اللہ تعالیٰ نے "امی" فرمایا۔ تو امی اسے کہتے ہیں جو نہ پڑھا ہوا ہو اور نہ لکھا ہوا۔ پھر جو تھی چیز آپ غور فرمائیں کہ ایسے علاقے میں پہلے اسلام کی دعوت پیش کی گئی کہ جس علاقے میں کوئی تعلیمی درسگاہ نہ تھی، جس میں کوئی فیکٹری نہ تھی، کوئی کارخانہ نہ تھا، جس میں کوئی مل نہ تھی، جس میں کوئی تربیت گاہ نہ تھی۔

حضور انور جب تشریف لائے تو سارے عرب میں دو شہر بڑے تھے، ایک مکہ اور ایک طائف۔ اسی واسطے کفار مکہ نے طعنہ دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اگر کسی کو نبی بنانا ہی تھا تو کسی بڑے آدمی کو بناتا۔ مِنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔ مکے میں بھی بڑے بڑے دنیا دار تھے، طائف میں بھی بڑے بڑے دنیا دار تھے، اگر خدا نے نبی بنانا ہی تھا تو اسی کو بنانا تھا؟ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جن کے باپ پیدائش سے چند ماہ پہلے فوت ہو گئے، والدہ چند سال بعد فوت ہو گئیں، جنہوں نے مکے کے لوگوں کی بکریاں چرا کر اپنی جوانی کا گذارہ کیا ہے؟ جیسا کہ بخاری شریف میں ہے، رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابتدائی زمانہ میں میں نے مکے کے لوگوں کی بکریاں چرائی ہیں اور پھر حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے شادی ہوئی تو انہوں نے اپنا سارا مال محمد رسول اللہ کے قدموں میں نچھاور کر دیا اور پھر اس کے بعد حضور جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو فرمایا جُعِلَ رِزْقِیْ تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِیْ۔ اب میرا رزق جو ہے، میرے نیزے کی نوک کے نیچے ہے۔ اب میرا رزق میرے نیزے کی چھاؤں تلے ہے، میں جہاد کروں گا تو وہ رزق میں کھاؤں گا۔ مسلمان کا تو کام ہی جہاد کرنا ہے۔

مسلمان دنیا کو دو پیغام دینے کے لئے آیا ہے.... پہلا پیغام؟ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ قبول کرو.... چونکہ ہم پست ہو چکے ہیں، ڈھیلے ہو چکے ہیں، دوسرا ہے ہم میں مکر دنیا کا پیدا ہو گئی۔ موت کا خوف پیدا ہو گیا، وہ باتیں ہو گئیں.... اس لئے ہمارا نظریہ حیات بدل گیا۔ ورنہ میرے بھائیو آپ اپنی تاریخ اٹھا کر دیکھئے، مسلمان کو دنیا میں دو دعوتیں پیش کرنا ہے.... دو باتیں کرنی ہیں تمام دنیا کے لئے... کیا؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام قبول کرو، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھو.... کوئی بھی ہو.... چھوٹا ہو، بڑا ہو، امیر ہو، غریب ہو، بادشاہ ہو، غلام ہو، .... دوسری دعوت؟.... اچھا! اگر اسلام قبول نہیں کرتے ہو تو پھر لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ۔ ہم تلوار کے زور سے تو کسی کو مسلمان نہیں کرتے.... اچھی چیز ہے اگر قبول کرو تو اچھی بات ہے اور اگر نہیں قبول کرتے ہو تو پھر جزیہ دو، ہم کو ٹیکس دو، ہمارے ماتحت ہو کر رہو۔ قرآن اٹھا کر دیکھ لو حَتّٰی یُعْطُوا الْجِزْیَةَ عَنْ یَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ۔ ان لوگوں کو سمجھاؤ کہ پہلے اسلام قبول کرو.... اگر اسلام نہیں قبول کرتے ہو تو پھر جزیہ، ٹیکس ادا کرو اور ذلیل ہو کر رہو گے، ہمارے ماتحت ہو کر رہو گے۔

اچھا اسلام بھی قبول نہیں کرتے ہو، جزیہ بھی نہیں دیتے ہو، پھر؟ پھر فرمایا کہ تمہارے اور ہمارے درمیان اب تلوار فیصلہ کرے گی ... یہ پالیسیاں والیسیاں اسلام میں نہیں ہیں۔ اسلام واضح مذہب ہے کہ اللہ کا دین ہے، قبول ہے؟ قبول ہے؟ ٹھیک ہے ... نہیں قبول؟ جزیہ دو ... یہ بھی نہیں قبول؟ میدان میں آجاؤ۔ خط پڑھ کر دیکھ لیجئے، جناب محمد رسول اللہ کے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) نے جو بادشاہ کو خط لکھا اس وقت ... حضور کے جو مکتوبات مقدس ہیں اب کتابیں چھپ چکی ہیں "بلاغ مبین"، وغیرہ۔ حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی نے کتاب لکھی ہے "بلاغ مبین"، جس میں حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سارے خطوط ہیں۔ حضور نے جو بادشاہوں کو خطوط لکھے ہیں، بادشاہوں کے خطوں میں حضور نے کیا لکھا ہے؟ .... دو باتیں.... اَسْلِمْ، تَسْلَمْ.... مسلمان ہو جا.... بس تیرا مال بھی محفوظ، تیری حکومت بھی محفوظ، تیری قوم بھی محفوظ، سب کچھ تیرا.... اگر مسلمان نہیں ہوتا، پھر جزیہ دے.... اگر جزیہ نہیں دیتا تو میری فوجیں آرہی ہیں تلوار لے کر، تیار ہو جا... میدان میں.... چوتھی بات کوئی نہیں۔

جس ملک میں میرے بھائی یہ کیفیت ہو کہ وہاں کوئی کارخانہ نہیں، کوئی فیکٹری نہیں، کوئی تعلیمی یونیورسٹی نہیں، اور سارے علاقے میں صرف دو بڑے شہر ہیں، طائف اور مکہ مکرمہ، جو مخاطب قوم تھی۔ وہ ان پڑھ تھی قرآن نے ان کو امی کہا ہے۔ جو تعلیم قرآن پیش کر رہا ہے وہ انسانی خواہشات کے سراسر خلاف ہے اور پھر وقت بڑا تھوڑا مل رہا ہے، آپ نے غور فرمایا ہوگا، نبی کریم کی حیات طیبہ کے ۶۳ برس ہیں.... اس دنیا میں حضور نے جو اس بدن کے ساتھ تشریف رکھی ہے وہ ۶۳ سال کا عرصہ ہے.... ویسے تو مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور حیات النبی ہیں۔ اب بھی روضہ مبارک میں زندہ موجود ہیں، جو شخص مدینہ منورہ جا کر سلام پڑھتا ہے، امام الانبیاء خود سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور یہاں سے کوئی پڑھے تو فرشتے پہنچا دیتے ہیں.... حضور کی صحیح حدیث ہے مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ عِنْدَ قَبْرِیْ سَمِعْتُهٗ جو میری قبر کے پاس آکر پڑھتا ہے میں خود سنتا ہوں۔ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیَّ نَائِیًا اُبْلِغْتُهٗ اور جو دور سے پڑھے مجھے فرشتے پہنچا دیتے ہیں، میں جواب دیتا ہوں۔ حدیثوں میں موجود ہے۔ صحیح حدیثیں ہیں۔

لیکن اس ناسوتی بدن کے ساتھ حضور ۶۳ سال اس دنیا میں موجود رہے ہیں، ۴۰ سال حضور کی زندگی ہے نبوت سے پہلے، ابھی حضور نے نبوت کا اعلان نہیں فرمایا، اور پھر ۴۰ سال کی جب آپ کی عمر ہوئی تو آپ نے اعلان فرمایا کہ میں خدا کا رسول ہوں.... صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔۔ ۱۳ سال حضور مکے میں رہے، ۱۳ سال تک حضور لوگوں کو کلمہ پڑھاتے رہے، سمجھاتے رہے، بوڑھوں کو سمجھایا، بھائیوں کو سمجھایا، بچوں کو سمجھایا، جو قریب رہتے تھے، رشتہ دار یا غیر رشتہ دار تھے سب کو سمجھاتے رہے۔ ۱۳ سال کے بعد امام الانبیاء نے مکہ چھوڑا، مدینہ تشریف لے گئے۔ مدینہ منورہ حضور دس سال رہے ہیں، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں

اپنا نظام پیش کرنے کے لئے صرف دس سال ملے۔ دس سال حضورؐ نے اپنا نظام پیش فرمایا اقوام عالم کے سامنے، تو نفسیاتی طور پر، واقعات اور دلائل کے طور پر، مشاہدات اور تجربات کے طور پر نتیجہ تو یہ نکلنا چاہیئے تھا کہ حضورؐ کو کوئی کامیابی نہ ہوتی۔ جن کو خطاب ہو رہا ہے وہ اَن پڑھ ہیں جن سے بات ہو رہی ہے وہ کسی ملک میں تہذیب یافتہ قوم ہی نہیں سمجھی جاتی، شہری زندگی ہے ہی کوئی نہیں، لکھنے پڑھنے کا رواج ہی کوئی نہیں اور جو نظریات پیش ہو رہے ہیں وہ طبیعت انسان کے بالکل خلاف ہیں، صرف دس سال کا عرصہ ملتا ہے لیکن تاریخ اور سیرت کی کتابیں آپ کے اور میرے سامنے موجود ہیں، جس وقت امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جارہے ہیں دس لاکھ مربع میل کے حضورؐ مالک تھے... دس لاکھ مربع میل محمد رسول اللہ کے پرچم تلے تھا، اور صحابہ جو ہیں... صحابی اس کو کہتے ہیں جس نے حضورؐ کو بحالت اسلام دیکھا ہے.... صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار یا کم و بیش تھی ...اور باقی... مسلمان؟ جنہوں نے حضورؐ کا نام سُن سُن کر کلمہ پڑھا یمن بلکہ افریقہ تک اسلام پھیل چکا تھا.... ان کی تعداد بیشمار ... لاتعداد مسلمان تھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والے۔

اس میں ایک سوال ہے... کہ آخر اس کو قبولیت کیوں اس حد تک حاصل ہوئی؟ بھائی جب ایسے تھے، اسباب بھی ایسے تھے تو قبولیّت کس طرح حاصل ہوگئی؟ میرے بھائیو اور دوستو! دو باتیں ہیں ــــ اور وہ دو باتیں اسلام کی اساس اور بنیاد ہیں ــ ایک اپنے عقیدہ پر یقین اور اس یقین پر استقامت ــ یہ دو چیزیں ہیں۔ مسلمان کو سمجھایا کہ لا الہ الا محمد رسول اللہ ــ یہ تیرا عقیدہ ہے ــ اللہ کے سوائے کوئی بھی الہ نہیں ــ الہ کا معنی یہ ہے کہ جس کے آگے کوئی جھکے یعنی اللہ کے سوائے کوئی ذات نہیں جس کے آگے جھکے انسان ــ صرف ایک اللہ وحدہٗ لاشریک ہے، وہی اس قابل ہے کہ اس کے سامنے گردن جھکائی جائے اور اسے ہی طاقت حاصل ہے زندہ کرے، اسے ہی طاقت حاصل ہے مار دے، اسے ہی طاقت حاصل ہے عزت دے، اسے ہی طاقت حاصل ہے ذلت دے۔ قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ ط اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ہ یہ الہ کا چھوٹا سا مفہوم ہے، یعنی اللہ تعالےٰ پر ایمان، عقیدے کی پختگی اور پھر استقامت ــ پکا رہنا ــ یہ دو چیزیں سمجھائیں حضورؐ نے ساری زندگی میں ــ قرآن دیکھ لو فَاسْتَقِمْ کَمَآ اُمِرْتَ ــ اے میرے حبیبؐ جو آپ کو حکم ہے اس پر پکے رہو اور حضورؐ نے صحابہ کو بھی فرمایا کہ ایمان کس چیز کا نام ہے؟ اِسْتِقَامَتٌ عَلَی الْاَمْرِ ط جو میں حکم دے گیا ہوں اس پر پکا رہنا ــ اس کا نام ہے دین ــ صحابہ کرام اس پر پکے رہے۔ حضور نے جو بات فرمائی اسے قبول کیا اور اتنی پختگی سے قبول کیا کہ جانیں بھی قربان کر دیں، مال بھی لٹا دیئے، اولادیں بھی نثار کر دیں، ماں باپ بھی قربان کر دیئے، ساری کائنات لٹا دی محمد رسول اللہ کے حکم کے ماتحت تب نظریہ جا کر پکا ہوا اور اسلام پھیلا

اور اسی کا دوسرا نام ہے جہاد ــ یہ جو کہتے ہیں نا جہاد جہاد ــ اسی کا دوسرا نام ہے جہاد۔

جہاد کا معنی ہے کوشش کرنا، جد و جہد کرنا، محنت کرنا اپنی تربیت کو اور آگے بڑھانا، چنانچہ صحابہ کرام نے اس نظریہ کے ماتحت، دیکھ لو تاریخ و سیر کی کتابیں پڑھ لو۔ جدھر حکم ہوا صحابہ تیار ــ کوئی انکار نہیں ــ یہ نہیں کہ اسباب مخالف ہیں کہ موافق ہیں، اسباب ہمارے حق میں ہیں یا ہمارے خلاف ہیں، پانی ہے یا نہیں؟ سایہ ہے یا نہیں؟ حکم ہے اللہ تعالےٰ کا، اللہ کے حبیب کا ــ ہم نے پورا کرنا ہے۔

اسباب پھر خود پیدا ہوئے ــ قرآن نے بتایا ہے یعنی دنیا پر دو نظریئے ہیں، ایک تو یہ ہے کہ پہلے اسباب پیدا کرو پھر محنت کرو ــ ایک نظریہ یہ ہے کہ تم خدا کا نام لے کر کام شروع کر دو اسباب میں پیدا کر دوں گا۔ یہ دوسرا نظریہ قرآن کا ہے۔ وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ط اللہ فرماتے ہیں جو لوگ میرے راستے میں محنت شروع کرتے ہیں۔ جَاھَدُوْا فِیْنَا ــ میرے راستے میں محنت شروع کر دیتے ہیں۔ . . . لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا میں ان کے راستے پھر کھول دیتا ہوں۔ پانی نہیں ہوتا تو میں پانی بھیج دیتا ہوں۔ سامان جنگ نہ ہو تو میں سامان جنگ مہاشوں سے لے کر دیدیتا ہوں، خوراک نہ ہو تو خوراک بھیج دیتا ہوں، کچھ بھی نہ ہو تو سب کچھ دے دیتا ہوں، وہ قدم تو اٹھائیں۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللہ لمع المحسنین ہ فرمایا جو قوم یہ کہے کہ اسباب ہو تو کام شروع کریں گے۔ وہ پیچھے رہ جاتی ہے۔ قوم تو وہ ہے ؏

مومن ہے تو بے تیغ ہی لڑتا ہے سپاہی۔

مومن تو وہ ہے جو بے تیغ بھی لڑے تلوار میں کون قوت پیدا کرتا ہے؟ اللہ تعالےٰ ــــ جو اللہ تلوار سے ایک آدمی کو مار سکتا ہے، وہ مکے سے بھی مار سکتا ہے، گذشتہ دنوں پنڈی گھیپ میں ایک آدمی مکے سے مر گیا۔ وہ مرغے پر جھگڑا تھا ــ ایک کہتا تھا مرغ میں لوں گا دوسرا کہتا تھا میں لوں گا وہ دونوں دوکاندار لڑ پڑے، ایک نے دوسرے کو مکہ مارا وہ مر گیا، پھر مقدمہ چلتا رہا۔ پھر وہ کچھ سال قید بھی رہا ــــ

مارے تو مکے سے مار دے، نہ مارے تو تلوار سے بھی نہ مارے ــ یعنی یقین ارادوں میں پیدا ہو تو اللہ تعالےٰ اسباب پیدا کر دیتا ہے، مسلمان سامان کا محتاج نہیں ہے اسباب اللہ مہیا کرتے ہیں، مسلمان کو حکم ہے کہ استقامت ہو میں ایک واقعہ تاریخی عرض کر دوں ــ عقبیٰ بن عامر ایک اصحابی ہیں رضی اللہ عنہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی عقبیٰ ابن عامر۔ حضرت عقبہ عامر کے بیٹے ہیں، صحرائے اعظم افریقہ بربری قوم میں تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے، حالانکہ نہ پانی ہے، صحرا ہے۔ اب بھی جنہوں نے دیکھا ہے اسوان بند جو اب بن رہا ہے یہ اب کسی حد تک صحرائے اعظم کو سیراب کرے گا، اس وقت تو مصر اور افریقہ سارا تقریباً صحرا تھا۔ تشریف لے گئے تبلیغ کے لئے

پاس کوئی زاد راہ نہیں، پاس کوئی گھوڑے نہیں، پاس کوئی کشتیاں نہیں، پاس کوئی سامان جنگ نہیں۔ پاس کوئی سامان زیبائش و آرائش نہیں۔ بس چند گھوڑے جو کچھ مل سکتا تھا۔ میسر تھا لے کر چل پڑے ــ حکم تھا۔ مصر پہنچے، مصر سے کچھ اور آگے عبور کیا ــ گذرے ــ اللہ کا دین پھیلانے کے لئے۔ ایسے مقام پر پہنچے میرے دوستو اور بھائیو کہ جہاں کوئی چیز نہیں۔ پانی نہیں ملتا۔ اگر پانی نہ ملے تو کچھ بھی نہیں ملتا۔ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْئٍ حَیٍّ ط قرآن فرماتا ہے ہر چیز کی زندگی تو پانی سے ہے، اگر پانی نہیں تو کچھ بھی نہیں، یہ ترو تازگی یہ باغ یہ پارک یہ سب پانی ہی سے تو ہیں اگر پانی نہ ہو تو کچھ بھی نہیں جب پانی ہی صحرا میں نہ ہوا تو کچھ بھی نہ ہوا، کچھ وقت تو گذرا پیاسا گذرا، تکلیف میں گذرا۔ آخر انسان تھے، جو نئے نئے مجاہد تھے، نوجوان لڑکے تھے انہوں نے آ کر عقبہ بن عامر سے جو سپہ سالار تھے فوجوں کے عرض کی کہ حضرت کام تو بڑا خراب ہے۔ پانی تو ہے ہی نہیں، یہ جتنا راستہ ہے طے کر کے آئے ہیں، اتنے راستے میں تو پانی کہیں نہیں ہے اور آگے کی کوئی امید نہیں ہے اب نہ آگے جا سکتے ہیں نہ پیچھے، پیچھے جاتے ہیں تو بھی مرتے ہیں آگے جاتے ہیں تو پتہ نہیں پانی ہے کہ نہیں؟ کیا ہونا چاہیئے۔ حضرت عقبےؓ فرمانے لگے گھبرانے کی کونسی بات ہے؟ ہم گھر میں تھے تو بھی اللہ کے حکموں کی تعمیل کرتے تھے۔ یہاں بھی اللہ کے حکموں کی تعمیل کرتے ہیں۔ پانی ملا تو بھی اللہ کا دین پھیلائیں گے، نہ ملا تو بھی اللہ کا دین پھیلائیں گے۔ اس میں پریشانی کی بات ہی کونسی ہے؟ یعنی پانی نہ ملا تو حد یہ ہے کہ ہم مر ہی جائیں گے نا؟ اور موت؟ مسلمان کے سامنے کوئی چیز نہیں ہے۔ ایمان کی پہلی دلیل میرے بھائی یہ ہے کہ موت سے نڈر ہو جانا جناب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ حَبِّبِ الْمَوْتَ اِلٰی مَنْ یَّعْلَمُ اَنِّیْ رَسُوْلُکَ ــ اے اللہ جو مجھے تیرا رسول سمجھتا ہے اس کے دل میں موت کی محبت پیدا کر دے ــ خودکشی اور چیز ہے۔ خودکشی تو واقعات سے بزدل ہو کر بھاگنے کا نام ہے اور خودکشی حرام ہے ــ موت یہ ہے کہ میں اپنا مقصد پیش کر رہا ہوں خواہ میری جان بھی چلی جائے میں اپنے نظریئے سے پیچھے نہیں ہٹوں گا ــ یہ ہے موت ــ موت کی محبت ــ حضرت خبیب ــ صحابی ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضورؐ تشریف فرما تھے۔ مدینہ منورّہ ــ حضرت خبیبؓ کو پھانسی لگانے کا حکم ہو گیا۔ مکے والوں نے حکم دیا کہ اس کو صلیب لگا دو۔ ہماری اصطلاح میں پھانسی لگا دو۔ جس وقت حضرت خبیب کو صلیب لگانے لگے تو مکے والے سارے ان کے عزیز ہی تو تھے۔ مل کر کہنے لگے خبیب! اب بھی وقت ہے، چھوڑ دے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو۔ کیا مانگتے ہو؟ اپنی قوم میں شریک ہو جا، اپنے باپ دادا کا دین اختیار کرے۔ وہ تو چلے گئے ہیں مدینہ منورہ۔ تیرا بچانے والا بھی کوئی نہیں ــ چھوڑ دے ــ اب بھی اگر تو اپنے دین سے توبہ کرے تو ہم تجھے چھوڑ دیتے ہیں۔ حضرت خبیب نے شعر پڑھے ــ اب بھی بخاری شریف میں ہیں:

لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شَقٍّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِیْ

وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِنْ یَّشَاْءِ
یُبَارِکْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعٍ۔

فرماتے ہیں تم مجھ کو کس چیز سے ڈراتے ہو؟ موت سے ڈراتے ہو؟ لَسْتُ اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا - اگر میری موت اسلام پر ہے، تو مجھے اس قتل کی کوئی پرواہ نہیں - وَذٰلِکَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰہِ - اور پھر میری موت خدا کی راہ میں ہو تو پھر میں ڈروں اس سے؟ اور باقی یہ بات کہ تم مجھے پرزہ پرزہ کر دو تو کیا میں فنا ہو جاؤں گا؟ نہ — اللہ تعالے اگر چاہے یبارک علی اوصال شلو ممزع - اللہ تعالے ان ہڈیوں پر ان جوڑوں پر جن کو تم پرزے پرزے کرو گے اللہ تعالی ان پر بھی برکتیں نازل کرے گا - اور قرآن نے فرمایا - وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ جو اللہ کی راہ میں مارے جاتے ہیں ان کو مردہ مت کہو - وہ زندہ ہیں - تم ان کی زندگی کو نہیں سمجھ سکتے جس بات کو تم نہ سمجھو اس بات کو مت کہو - میں کہتا ہوں وہ زندہ ہیں - ہو سکتا ہے عزت کے لئے کہا ہو - نہیں - فرمایا - وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا ط ان کو مردہ گمان بھی نہ کرو — زبان سے تو کہنا کجا مردہ گمان بھی نہ کرو بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّہِمْ یُرْزَقُوْنَ ۝ فَرِحِیْنَ بِمَآ اٰتٰہُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَیَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ط اللہ فرماتے ہیں کہ جو میری راہ میں قتل ہو جاتے ہیں شہید ہو جاتے ہیں - ان کے متعلق یہ گمان بھی نہ کرو کہ وہ مر گئے ہیں بلکہ وہ تو زندہ ہیں - ان کو رزق ملتا ہے یُرْزَقُوْنَ - انہیں روٹی ملتی ہے، پانی ملتا ہے۔

علامہ شوکانی جو غیر مقلدین میں سے گزرے ہیں بہت بڑے عالم گزرے ہیں، انہوں نے بھی اس کی تفسیر میں فرمایا ہے - اَلرِّزْقُ الْمُتَعَادُ الْمُتَعَارَفُ - وہ رزق جو ہم آپ کھاتے ہیں جس طرح آپ روٹیاں کھاتے ہیں ہم روٹیاں کھاتے ہیں، اسی طرح وہ بھی روٹیاں [illegible]تے ہیں، اور پانی پیتے ہیں - اور کیا کہتے ہیں؟ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِہِمْ مِّنْ خَلْفِہِمْ اور پچھلوں کو پیغام بھیجتے ہیں - اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ ط ہمیں تو کوئی خوف نہیں ہے اور ہم بالکل غمناک نہیں ہیں، بالکل تم مت روؤ ہم تو شہید فی سبیل اللہ ہوئے ہیں، شہید کے معنی کیا ہیں؟ مشاہدہ کرنے والا - ہم تو خدا کی ذات کا مشاہدہ کرتے ہیں - ہم کیوں خفا ہوں؟ — شہید کے معنی گواہ، مشاہدہ کرنے والا - جو اپنی آنکھوں سے جنت دیکھ لے - ہم اور آپ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ تاکہ خدا جنت میں لے جائے - ابھی جنت دیکھی تو کسی نے بھی نہیں اور اگر دیکھ لیں تو سجدے سے سر ہی نہ اٹھائیں ہم کہ دیکھ لی ہے، فرمایا وہ تو رات دن مشاہدہ جلال اور جمال میں مستغرق ہیں، اس واسطے ان کو مردہ مت خیال کرو - تو موت سے نہیں ڈرنا۔

موت کی پہلی قوت کیا ہے؟ دل سے موت کا خوف [illegible] حضرت عقبہ بن عامر نے فرمایا - موت تو حق ہے مگر [illegible] کیونکہ اللہ تعالے فرماتے ہیں - کہ جو لوگ محنت کرتے ہیں میں ان کے لئے راہیں کھول دیتا ہوں اس لئے چلو حیلہ کرتے ہیں، شاید اللہ تعالی پانی ہی دے دے - چلو تم سارے صحابی آجاؤ - جو صحابی ہیں وہ آگے آؤ تابعی پیچھے آؤ، بڈھے بڈھے آگے آؤ، جوان جوان پیچھے کھڑے ہو جاؤ اور میں بنتا ہوں امام اور اللہ کے سامنے نیت باندھتے ہیں کہ یا الٰہی ہم تو تیری راہ میں نکلے ہیں - دو رکعت نماز نفل پڑھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ ہم تیرے راستے میں نکلے ہیں تو ہم پر مہربانی فرما اور پانی دے دے اگر پانی مل گیا تو زندگی بچ جائے گی، زندگی ہو گی تو تیرا دین اور پھیلائیں گے - بات ساری یہ ہی ہے اور اگر مر گئے تو بھی ہمیں کوئی پرواہ نہیں لیکن چاہتے ہیں کہ تیرے دین کی کوئی خدمت کر جائیں

حضرت عقبہ بن عامر امام بنے صحابہ کرام پیچھے مقتدی بنے بوڑھے آگے کھڑے ہوئے جوان پیچھے کھڑے ہوئے دو رکعت نماز نفل کے لئے نیت باندھ لی - طریقہ بھی دعا کا یہ ہی ہے، ایک ہماری بھی دعا ہے - راستے میں کوئی ملتا ہے بزرگ - السلام علیکم — استاد جی ٹھیک ہو؟ دعا کیا کرو - اچھا جی کرتا ہوں — ہم نے دعاؤں کو مذاق سمجھ رکھا ہے - اجی میرے لئے بھی دعا کیا کرو — اچھا جی کرتا ہوں — دل میں خیال کرتا ہے کہ مجھے تیرا کیا خیال ہے کہ تو کون ہے اور میں کون ہوں! - یہ دعا نہیں، یہ اللہ کے ساتھ مذاق ہے دعا کا طریقہ ہے - اگر آپ مجھ سے کوئی چیز مانگیں تو میں بھی کسی شان سے دوں گا اور اگر رب العالمین سے کوئی چیز مانگنا؟ رب العالمین فرماتے ہیں کہ میں اس دعا کو نہیں قبول کرتا جو قلب غافل کی دعا ہو - جو غافل دل ہے میں اس کی دعا کو قبول نہیں کرتا — سنتا اللہ تعالی سب کی ہے لیکن قلب غافل کی دعا اللہ تعالے نہیں قبول کرتا، قلب آواہ کی دعا قبول ہوتی ہے - جس طرح بچہ روتا ہے اور مولانا روم نے اس کی بڑی عمدہ تعبیر فرمائی - فرمایا دیکھو بچہ ہوتا ہے چھوٹا سا، سال ڈیڑھ سال کا، دو سال سے کم مدت کا، بچہ چارپائی پر پڑا ہے، ماں برتن دھو رہی ہے، یا کوئی اور کام کر رہی ہے بچہ بھوکا ہو گیا ہے - ایسی کم ہی مائیں ہیں جو پہلی ہی بار بچے کو دودھ دے دیں — اب تو ہماری بہنیں دیتی ہی نہیں ہیں اب تو انہوں نے بچوں کے منہ میں جھوٹی اور نقلی نپلیں دے دی ہیں - اللہ تعالے مسلمان کو سمجھ دے ابھی تک مسلمان دین کو نہیں سمجھا - قرآن تو فرما رہا ہے - وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَہُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ ط ماں کو چاہیئے کہ اپنی اولاد کو دودھ پلائیں - جو بچہ ماں کی گود میں پل گیا ہے بڑا ہو کر ماں کو پہچانے گا کہ یہ میری ماں ہے - ماں بیٹھی ہوئی ہے - گلبرگ لاہور اور بچہ بیٹھا ہے برن ہال ایبٹ آباد میں یا لارنس کالج گھوڑا گلی مری میں تو اس کو کیا پتہ کہ ماں کون ہے - ارے نہیں! مائیں دودھ دیتی ہیں تو پھر بچے پہچانتے ہیں، ایک ربط پیدا ہو جاتا ہے - تو عرض ہے کہ ایسی کوئی ماں نہیں کہ بچہ ذرا سا "ہیں"، کرے تو دودھ دے دے نہیں، بچارا روتا ہے، پھر روتا ہے، پھر ٹانگیں مارتا ہے پھر ابا جی چلاتے ہیں "ارے نیک بخت چھوڑ کام کو نہارو رہا ہے - دیکھ تو چلا چلا کر تڑپ گیا ہے، پھر ماں آتی ہے بچہ کو گود میں لیتی ہے، ناک صاف کرتی ہے، منہ پونچھتی ہے - پھر بچے کو بڑے پیار سے دودھ دیتی ہے - پھر بچے کو سلا دیتی ہے - اگر رب العالمین کے سامنے بھی اضطرار ہو تو اضطرار والے کی پھر دعا ایسے قبول کرتا ہے کہ آرام سے سلا دیتا ہے کہ تو اتنا رو رہا ہے میرے سامنے تو بندہ ہو کر رو رہا ہے اور میں خدا ہو کر تیری دعا قبول نہ کروں؟ تیرے قبضے میں کچھ نہیں تو میرے قبضے میں تو سب کچھ ہے - میں صرف چاہتا تھا کہ واقعی تم مجھے خدا بھی مانتے ہو یا نہیں، تیرے اندر کچھ تڑپ اور طلب بھی ہے یا نہیں اس واسطے دعا اضطرار کی قبول ہوتی ہے - یہ دعائیں ہماری جو ہیں یہ دعائیں نہیں ہیں، چنانچہ عقبہ بن عامر نے، یہ دعا مانگنے کا ایک طریقہ ہے کہ دعا مانگنی چاہو رب العالمین سے تو دو رکعت نماز نفل پڑھو، نماز حاجت جسے کہتے ہیں - حدیثوں میں ہے نماز قضاء حاجت - اللہ تعالی سے درخواست کرنی اپنی ضرورت پوری کرنے کی - دو رکعت نماز نفل پڑھے، پھر اللہ کے سامنے ہاتھ پھیلائے اور صدقہ فی سبیل اللہ اپنی طاقت کے مطابق دے - پاس سے کچھ دے بھی نا - میں دوں بھی تو دیکھتا ہے کہ اس نے چونی دی ہے چلو میں اسے دو روپے دے دیتا ہوں - مگر میں جیب کو بھی پکڑتا ہوں اور دعائیں کرتا ہوں خدایا مہربانی فرما خدایا مہربانی فرما - ارے اپنی جیب کو تو مضبوطی سے بند کئے ہوئے ہو اور مجھ سے مانگتے ہو؟ تو دے تو پھر میں بھی دوں نا —! آگے دیتے ہیں تو ڈبونا چلا جا رہا ہے، سود کھا رہا ہے جہاد فنڈ میں چونی سے بڑھ کر دیتا ہی نہیں، دفاعی فنڈ میں روپے سے آگے نہیں بڑھتا - تو اور پھر کس لئے تجھے دوں؟ تو دے تو میں بھی دوں نا - آگے دیا ہے، وہ اللہ کی راہ میں خرچ کر، حضورؐ کی حدیث ہے - صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالے نے فرشتوں کی ایک جماعت مقرر کر رکھی ہے جو روزانہ صبح یہی دعا کرتی ہے اللھم اعط منفقا خلفا واعط ممسکا تلفا اے ہمارے اللہ جو تیرا مال تیری راہ میں خرچ کر رہا ہے اسے اور دے اللہ تیری دی ہوئی دولت تیرا مال تیری دوائیاں تیری جوانی تیرا علم، جو اللہ نے دیا ہے تیری راہ میں خرچ کر رہا ہے، اللہ اسے اور دے واعط ممسکا تلفا اور جو کنجوس پہلے ہی جیب میں گرہ لگا رہا ہے خدایا اور بھی اس کا ضائع کر دے یہ فرشتے دعا کرتے ہیں - دو تو اور ملے گا - ہم قابو کرتے ہیں تو پھر اوپر سے آسمانی دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

تو حضرت عقبہ بن عامر نے دو رکعت نماز نفل پڑھی اور دعا کی اللہ تیری راہ میں ہیں، تو جانتا ہے، ہماری زندگی اور موت تیرے قبضے میں ہے تو ہمارے دلوں سے بھی واقف ہے، اللہ تو پانی عنایت فرما، نہ ٹیوب ویل ہیں نہ یہاں کوئی رہٹ کی نلی ہے نہ کوئی پائپ نہ کوئی حوض ہے نہ کچھ ہے نہ کچھ ہے ایک صحابی اٹھے جب دعا مانگی، نماز ختم ہو گئی - دیکھتے ہیں کہ میرا گھوڑا جو ہے وہ زمین پر کھر مار رہا ہے، جس طرح کوئی گھوڑا زمین سے مٹی کھودتا ہے تو کھر مارتا ہے، سم سے کریدتا ہے - وہ بھی

اس طرح کھر مار رہا ہے۔ وہ دوڑے کہ شاید میرے گھوڑے کو کسی شئے نے کاٹ لیا ہے ریت میں سے اس لئے کھر مار رہا ہے۔ جاکے دیکھا گھوڑا ریت ہٹا رہا ہے۔ نیچے ایک سفید چٹان، ایک سفید پتھر نظر آ رہا ہے۔ پتھر ہٹایا تو نیچے سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ اس جگہ اب بھی شہر آباد ہے، اس شہر کا نام ہے "ماء الفرس" گھوڑے کا پانی،، مصر میں ہے۔ اب بھی نقشہ اٹھا کے دیکھو جغرافیہ، مصر میں ایک شہر ہے، مصر کے قریب ہی ایک شہر ہے جس کا نام ہے ماء الفرس۔ اس شہر کا نام ہے گھوڑے کا پانی۔ گھوڑے کا پانی کس طرح؟ اس طرح آیا۔ اور گھوڑے نے کھر کس طرح مارا؟ اللہ نے فرمایا جو اللہ دریائے نیل کو بہا سکتا ہے۔ وہ یہاں سے چشمہ نہیں نکال سکتا؟ دریائے نیل کس نے نکالا ہے؟ اور بھائی جس اللہ نے سندھ کا دریا چلا دیا ہے۔ وہ کیمبلپور میں پانی نہیں نکال سکتا؟ یہ دریائے سندھ کس نے چلایا تھا؟ امریکہ نے چلایا تھا یا روس نے چلایا تھا؟ اللہ تعالے نے ہی چلایا تھا اب بھی وہی چلا رہا ہے جو اللہ دریائے سندھ میں پانی دے سکتا ہے۔ وہ میرے اور آپ کے گھروں میں نہیں دے سکتا؟ اسباب اللہ خود پیدا فرماتے ہیں اس لئے فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو لوگ میری راہ میں محنت کرتے ہیں ان کے لئے میں راستے کھول دیتا ہوں۔

اسلام نام ہے جہاد فی سبیل اللہ کا۔ اسلام نام ہے محنت اور کوشش کا۔ جس جہاد اور کوشش کا آج کل آپ لوگوں نے مظاہرہ کیا ہے الحمد للہ ہمارے جیسی گناہگار قوم، ہمارے وہ بھائی فوجی بھائی ہمارے وہ رضاکار بھائی وہ مجاہد فی سبیل اللہ بھائی یا لاہور کی حد بندی (بارڈر) پر رہنے والے۔ سیالکوٹ کے بارڈر پر رہنے والے، وہ ہمارے بھائی جن کے پاس نہ تلوار تھی نہ بندوق تھی کنکر تھے یا اینٹے تھے یا سوٹیاں اور چھڑیاں تھیں اور اتنے شدید حملے کا انہوں نے مقابلہ کیا ہے کیا یہ خداوند تعالیٰ کی مدد نہ تھی؟ کیا یہ اللہ نے اسباب نہیں پیدا فرما دیئے تھے؟ ورنہ وہ ہندو خبیث جس نے یہ نیت کی تھی کہ ۲۴ گھنٹوں کے اندر اندر سارا پاکستان فتح کرنا ہے اور ہم نے شام کی چائے اور شام کا شراب جو ہے لاہور کے جیم خانہ کلب میں پینا ہے بلکہ مجھے کسی دوست نے بتایا ہے کہ بیرونی ملکوں کو بھی انہوں نے دعوتی خطوط جاری کر دیئے تھے کہ تم بھی شام کو پہنچنا لاہور کے کلب میں اکٹھے ہو کر شراب پئیں گے کیونکہ ہم نے شام تک لاہور میں داخل ہو جانا ہے۔ رب العالمین نے فرمایا "تم کون ہو؟ تمہاری کیا طاقت ہے مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ یَشَآءْ لَمْ یَكُنْ۔ جو اللہ چاہتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جو اللہ نہیں چاہتا وہ کبھی نہیں ہوتا،، اللہ قادر تھا اللہ نے وہ توپیں ادھر موڑ دیں جو ہندوؤں نے آپ کے اور میرے لئے لائی تھیں۔ رب العالمین نے ان سے ہندوؤں ہی کو بھون ڈالا۔ یہ رب العالمین کی تائید تھی، رب العالمین کی مدد تھی۔

آج کا دن جمعہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء اسی واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ ان شہداء کو جو فی سبیل اللہ شہید ہو چکے ہیں ان کی روحوں کو ایصال ثواب کیا جائے اور جو ہمارے زخمی بھائی ہیں ان کے لئے صحت کی دعا کی جائے اور جو ان کے پسماندگان ہیں ان کے لئے صبر و استقلال کی دعا کی جائے۔ نماز کے بعد اپنی اپنی جگہ دو رکعت نماز شکرانہ پڑھیں — اس بات کا شکر نہیں کہ جنگ ٹل گئی ہے۔ مسلمان کو تو جنگ سے ڈرنا ہی نہیں چاہئیے — اس بات کا شکر کرنا چاہئیے کہ اے اللہ تو نے ہم مسلمان کو ہمت اور استقلال نصیب فرمایا کہ اتنے ظالم اور جابر دشمن کے مقابلے میں ہماری فوجیں ثابت قدم رہیں، ہم تیرا شکر ادا کرتے ہیں۔ اور تیرا شکر ادا کرتے ہیں یا اللہ کہ ہم جیسے گنہگاروں سے تو نے اپنے دین کی اتنی عظیم خدمت لے لی ہے۔ ورنہ ہمارے جیسے لوگ جنہوں نے کہ بارڈر دل پر کھڑے ہو کر دشمن سے مقابلہ کیا ہے۔ اپنی جانیں قربان کیں، اپنے مال نثار کئے۔ اپنے بچے نثار کئے بھائی بہت بڑی قربانی ہے۔ آنے والا مورخ جب اس کو لکھے گا۔ تو تم دیکھو گے کہ ہمارا نام ایک سنہری باب کا اضافہ کرے گا۔

ہم ان شہدائے فی سبیل اللہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں کہ جنہوں نے اپنی جانوں پر کھیل کر پاکستان کی حفاظت کی ہے اور حقیقتاً رب العالمین کے یہ بہت بڑے ولی ہیں، بڑا ولی کون ہے؟ جو دین کی خاطر اپنی جان پر کھیل جائے۔ اور دین ہی تھا اور کیا ہے؟ ہمارا اور ہندوؤں کا آپس میں کیا نزاع ہے؟ ہم کہتے ہیں اللہ واحد لاشریک ہے۔ وہ کہتے ہیں نہیں گائے بھی خدا کے ساتھ تھوڑی بہت ملتی جلتی ہے۔ وہ گائے کو گائے ماتا کہتے ہیں۔ اور ہم گائے کو ہل میں جوتتے ہیں، ہم گائے کا دودھ پیتے ہیں، ہماری نظر میں تو گائے ہے ہی "گائے،، اور وہ گائے کو معبود سمجھتے ہیں۔ اللہ کو وحدہ لاشریک ماننے والی قوم نے، جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ کا آخری نبی ماننے والی قوم نے اپنی جانوں پر کھیل کر اپنے مالوں پر کھیل کر اپنی عزت پر کھیل کر مقابلہ کیا ہے رب العالمین کا بہت بڑا ہم پر احسان ہے اور آئندہ کے لئے بھی جیسا کہ حالات ہیں — یہ ٹھیک ہے کہ جنگ بند ہو چکی ہے۔ لیکن کچھ نہیں پتہ۔ جنگ بند ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ہم اور آپ غافل ہو جائیں نہیں بھائی ہر ایک آدمی اپنی استطاعت کے مطابق اس جہاد میں حصہ لے۔ جو جان دے سکتا ہے۔ جان پیش کر دے، مال دے سکتا ہے، مال پیش کر دے۔ اگر جان بھی نہیں دے سکتا، مال بھی نہیں دے سکتا اپنا دل پیش کر دے۔

اور دل پیش کرنے کا کیا مفہوم ہے؟ سحر کے وقت جاگے، اللہ کے آگے دعائیں کرے، کہ اے اللہ میں تو کچھ نہیں کر سکتا۔ لیکن جو میرے بچے، میرے بزرگ میرے بھائی۔ اے اللہ تیرے دین کی خاطر ملک کے دفاع کے لئے یا اللہ لڑ رہے ہیں اے اللہ تو ان کو فتح و نصرت نصیب کر، یعنی دونوں چیزیں ملتی ہیں۔ آنسو ملتے ہیں اور خون ملتا ہے، تب قوموں کو فتح ملتی ہے۔ خالی خون ہو، اس وقت بھی فتح ذرا مشکل ہو جاتی ہے۔ اور آنسو ہوں تو پھر بھی کام ذرا کمزور ہوتا ہے۔ آنسو اور خون دونوں ملتے ہیں، پھر قوموں کو فتح ملتی ہے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگ بدر میں جس دن صبح بدر کی جنگ ہونی تھی۔ امام الانبیاء بدر کے میدان میں چودہویں رات تھی چاند کی چاندنی تھی۔ امام الانبیاء ساری رات اللہ سے دعائیں مانگتے رہے۔ ساری رات۔ اور دوسری طرف ابوجہل وغیرہ شرابیں وغیرہ پی کر نشے کرتے رہے۔ ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ میں آیا حضورؐ کے قریب۔ میں نے دیکھا کہ امام الانبیاء کھڑے ہیں اور کھڑے کھڑے اتنے نڈھال ہو گئے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہ حضور کی جو چادر مبارک تھی وہ مونڈھے سے کھسک گئی تو میں نے چادر اٹھا کر مونڈھے پر رکھ دی اور عرض کیا اے اللہ کے حبیبؐ! مجھے خدا کی قسم ہے کہ آپؐ کو خدا کبھی ذلیل نہ کرے گا۔ بس کر دیجئے۔ مجھے خدا کی قسم ہے کہ آپ کو خدا کبھی شکست نہ دے گا۔ آپ بس کر دیں یعنی حضور اللہ کے نبی ہیں رات کو اللہ کے سامنے روتے اور صبح میدان جہاد میں لڑے تب جاکے فتح ہوئی۔

اب بھی یہ قصہ ہوا ہے۔ سکھوں سے پوچھو مہاشوں اور کراڑوں سے پوچھو نا! کہتے ہیں کہ پتہ نہ چلتا تھا جی ہم لاہور کے بارڈر پر جب پہنچے تھے تو تمہارے درمیان وہ سبز وردیوں والے کچھ لوگ تھے وہ اب نظر نہیں آتے۔ وہ سرخ وردیوں والے تھے وہ نظر نہیں آتے، وہ سفید پگڑیوں والے .... وہ کون تھے؟ وہ اللہ کے فرشتے تھے۔ جو اللہ بدر میں فرشتے نازل کر سکتا ہے۔ وہ لاہور میں نازل نہیں کر سکتا؟ جس اللہ نے حنین میں فرشتے نازل کئے کیا وہ سرگودھے میں نازل نہیں کر سکتا؟ یہ ٹھیک ہے کہ ہم بڑے گنہگار ہیں لیکن لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھتے ہیں اللہ تعالے ہمارے ساتھ ہے۔ اتنی سی بات ہے کہ کچھ اضطرار چاہئیے تو میرے بھائیو اور دوستو جو ہمارے بزرگ تہجد پڑھنے والے ہیں سحر کے وقت نماز پڑھ کر خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے دعائیں کیا کرو اور یہی چیز ہے صحابہ کی شان بھی یہی تھی صحابہ کے متعلق قیصر کے قاصد نے جا کر اپنے قیصر کو بتایا، روم کے قیصر کو۔ کہ صحابہ جو ہیں محمد رسول اللہ کے سپاہی۔ ان کا تو عجیب حال ہے کیا حال ہے؟ فِی اللَّیْلِ رُهْبَانٌ وَفِی النَّهَارِ رُكْبَانٌ رات کو تو راہب بن جاتے ہیں، نہ گھر کا پتہ نہ بیوی کی خبر نہ بچوں کا خیال، رات کو تو راہب تارک الدنیا۔ اللہ کے سامنے رو رہے ہیں، پے در پے سجدے کر رہے ہیں، درود شریف پڑھ رہے ہیں، استغفار پڑھ رہے ہیں، تلاوت کلام مجید کر رہے ہیں صبح؟ وَفِی الْیَوْمِ رُكْبَانٌ اور دن کو گھوڑوں کی پیٹھ پر سوار ہیں۔ دن کو تلوار ہاتھ میں، اور رات کو تسبیح ہاتھ میں۔ خالی تسبیح بھی کام نہیں کرتی۔ اور خالی تلوار بھی
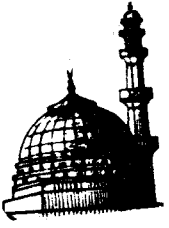
کام نہیں کرتی ایک ہاتھ میں قرآن۔ دوسرے ہاتھ میں تلوار پھر جا کے قومیں بنتی ہیں۔ اور محمد رسول اللہ کی قوم تبھی بنی ہے۔ ایک ہاتھ میں تلوار تھی۔ ایک ہاتھ میں قرآن تھا ایک ہاتھ میں تسبیح تھی ایک ہاتھ میں سیف تھی تو مسلمان دنیا میں کامیاب تھا۔

تو آپ بھی اپنی استطاعت کے مطابق، جو بچے جوان ہیں، اپنی جانیں پیش کر سکتے ہیں۔ اس پر مستعد رہیں ہو سکتا ہے کسی وقت بھی ہندو کا کیا اعتبار؟ اتنا کمینہ کراڑ؟ اور اسے سزا ملے گی یقیناً۔ ہندو کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہندو نے کبھی حکومت نہیں کی اور ہمارا یقین ہے کہ آگے بھی نہیں کر سکتا۔ انشاء اللہ مسلمان ہم نہ ہوئے تو پچھلے آئیں گے۔ دلی کے تخت طاؤس پر مسلمان ہی انشاء اللہ بیٹھے گا۔ یہ تو تاریخ بتلاتی ہے۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہندو کبھی حکومت کرے۔ اور اگر ہمارے ہاتھوں ہو جائے، ہمارے اس قائد کے ہاتھوں ہو جائے، ہمارے اس فاتح جرنیل محمد ایوب خاں کے ہاتھوں ہو جائے۔ تو کتنی بڑی خوشی کی بات ہے۔ اللہ اس کو اور بھی سلامت رکھے کہ جس کی شجاعت اور دبدبے نے مسلمانوں کا واقعی وقار قائم کر دیا ہے۔ اور یہ بہت بڑی اللہ کی رحمت اور ہمارے حال پر اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے تو جو دفاعی فنڈ میں دے سکتے ہو۔ پیسے دو، کپڑے دو۔ جو میرے بھائی یہ بھی نہیں کر سکتے۔ اگر کر بھی سکتے ہو تو پچھلی راتوں کو اٹھ کر رویا کرو۔ میں نے پہلے بھی شاید عرض کیا تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق۔ ایک شاعر نے آپ کی تعریف بیان کی حضرت علی کے متعلق ؎

اذا ما مقلتی رمدات فکحلی

تراب مس نعل ابی التراب

کہتا ہے کہ جہاں میری آنکھیں دکھنے لگیں تو میں سرمہ کس چیز کا ڈالتا ہوں؟ میں سرمہ اس مٹی کا لگاتا ہوں جو مٹی حضرت علی کے جوتوں کے نیچے لگی ہوئی ہے۔ اور مجھے حضرت علیؓ کیوں اچھے لگتے ہیں؟ کیا بات ہے؟ ؎

هو البكاءُ فی المحراب لیلاً

هو الضحاك فی یوم الضراب

مجھے اس لئے اچھے لگتے ہیں کہ راتوں کو محراب میں کھڑے ہو کر خدا کے سامنے گڑگڑاتے ہیں۔ اور دن کو میدان جنگ میں تلوار مارتے مارتے ہنستے ہیں۔ اس واسطے مجھے اچھے لگتے ہیں۔

تو مسلمان کی شان ہے کہ رات کو خدا کے سامنے روئے اور دن کو کفر کے سامنے ببر بن کے مقابلہ کرے اللہ تمہیں بھی اور مجھے بھی عمل کی توفیق عطا فرمادے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کو داخلی خارجی فتنوں سے محفوظ رکھے اب دعا کرو اور پھر نماز جمعہ کے بعد اپنی اپنی جگہ دو دو رکعت نماز نفل شکرانہ پڑھنا کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہماری لاج رکھی۔ اللہ تو نے ہمارے ملک کو کافروں سے محفوظ رکھا ہے۔ آئندہ بھی الہ العالمین ثابت قدمی نصیب فرما۔ (آمین)

محمد عرفان قادری (ٹنڈو آدم)

عہدِ ماضی کی یاد

اعلانِ نبوّت کے بعد مکہ مکرمہ میں درس و تدریس کے بعد محسن اعظم معلم انسانیت فخر موجودات ﷺ کو حکم ہوا کہ اب مکتب سے نکال کر شاگردوں کو امتحان گاہ میں لے آئیے۔ شمع رسالت اور اس کے پروانوں نے سامان سفر باندھ کر اسلامی تاریخ کے دوسرے باب کا ہجرت مدینہ سے افتتاح کیا جس کی یاد کے باقی رکھنے کے لئے سن ہجری کا پہلا دن مقرر کیا۔ کاش کہ آج بھی مسلمان سن عیسوی کی بجائے سن ہجری کو اپناتے تو یقیناً قرون اولیٰ کا نقشہ ان کے سامنے رہ کر ان کی رہبری کرتا۔ اور مسلمان اپنے مقصد حیات کو ہر وقت پیش نظر رکھ کر دوست و دشمن کو آسانی سے پہچانتے۔ مکہ میں تیرہ سال تک اسی بات کی تعلیم دی گئی تھی۔ کہ تمہارے دوست کی پہچان کیا ہوگی اور دشمن کن علامات سے پہچانا جا سکتا ہے۔ دشمن کو دوست بنانے یا اس کی دشمنی سے محفوظ رہنے کے لئے تمہارے پاس کوئی ریاست۔ کوئی قلعہ۔ کوئی فوجی اڈہ۔ کوئی دار الخلافہ ہونا ضروری ہے جس کے لئے مدینہ طیبہ کا انتخاب خدائے قدوس نے فرمایا تاکہ مسلمان محفوظ ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ کو بلند کرنے کے لئے تیار کر سکیں اور پھر بدر۔ احد۔ تبوک حنین اور فتح مکہ جیسے عظیم معرکوں میں ان کا امتحان لے کر عظیم الشان اعزاز و اکرام سے سرفراز فرمایا۔ توحید پرستوں نے اپنے کئے ہوئے وعدوں کو پورا کر کے عہد نبوت کے دس سال کے قلیل عرصہ میں ہی ایران و فارس جیسی عظیم سلطنتوں کی دیواریں ہلا کر رکھ دیں۔ اور عرب کی جنگی آزمودہ کار قوموں کو اپنے سر اسلام اور ہادیٔ اسلام کے قدموں پر لا کر رکھ دینے پر مجبور کر دیا۔ یہ سب کچھ اپنے معبود برحق کے ساتھ کئے ہوئے عہد وفائی کا نتیجہ تھا۔ مسلمان دنیا میں غلام اور مجبور بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ اسے تو زمین پر اپنا نائب مقرر کر کے بھیجا گیا ہے۔ کہ وہ خود بھی توحید پرستی میں ثابت قدم رہے اور تمام بنی نوع انسان کو حق کی دعوت دے اگر دنیا والے اس دعوت کو قبول کریں تو وہ انہیں اپنے ساتھ شامل کر کے اس کے دکھ درد کا شریک ہو جائے۔ اور اگر کوئی حق کی دعوت کو قبول کرنے کی بجائے اس کے مدمقابل آجائے تو پھر اللہ اور اس کے رسول سے مشورہ کرے اور جو احکامات، صادر ہوں ان پر عمل کرے خواہ اس کی کمائی ہوئی دولت، کاروبار، کھیتی باڑی، بیوی بچے حتیٰ کہ اپنی جان تک بھی کیوں نہ دینی پڑے۔ یہاں تک کہ یا تو اللہ تعالیٰ اسے غالب کر کے غازی کا اعزاز عطا فرما دیں۔ اور یا اسے شہادت کے اعلیٰ درجات پر پہنچا دیں۔ الحمد للہ اس ذمہ داری اور جذبہ کے تحت مجاہدین پاکستان نے بزدل حملہ آور ہندوستان کو ایسا منہ توڑ جواب دیا۔ کہ ماضی کی یاد تازہ ہو گئی۔ پاکستانی شجاعت پسند جانبازوں کی کاری ضرب کا نقصان بھارت کے درندوں کو جو اٹھانا پڑا۔ وہ اسے عمر بھر بھی پورا نہ کر سکیں گے۔ اس میں شک نہیں کہ ہندوستان پاکستان کی خداداد طاقت و ہمت کا مظاہرہ کر چکا ہے اور جنگ سے اس کی کمر بھی ٹوٹ چکی ہے۔ مگر شیطان اپنی پوری کوشش سے فرنگی روپ میں اس کے زخموں کی مرہم پٹی کر کے اسے مزید ہولناک معرکے میں جھونکنا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ فرنگیوں کا یہ منصوبہ انشاء اللہ اس کے خاتمہ کا باعث بن جائے اور مجاہدین آزادی کی تکبیریں جامع مسجد دہلی کے فلک بوس میناروں سے اذان کی صورت میں گونجتی ہوئی فتح روم جیسے انعام و اکرام میں ظاہر ہوں۔ مگر اس سلسلہ میں لیڈران قوم، علمائے امت اور عامۃ المسلمین کو قرون اولیٰ کے حالات اور ان کی کامیابیوں کے ساتھ ساتھ ان کے ذرائع، مذہبی کردار و اخلاق ان کے عادات شریفہ ان کے اوصاف حمیدہ کو مشعل راہ بنانا ہوگا۔ اور اپنے گناہوں کی معافی سابقہ نافرمانی اور کوتاہیوں سے توبہ کی توفیق طلب کرتے ہوئے سچے دل سے خدا و رسول کے مطیع و فرمانبردار بن جائیے

بقیہ: تعارف و تبصرہ

رقمطراز ہیں:۔

”علمائے دیوبند دیناً مسلم ہیں۔ فرقۃً اہلسنت والجماعت ہیں۔ مذہباً حنفی ہیں۔ مشرباً صوفی ہیں، کلاماً ماتریدی ہیں، سلوکاً چشتی بلکہ جامع سلاسل ہیں فکراً ولی اللہی ہیں۔ اصولاً قاسمی ہیں۔ فروعاً رشیدی ہیں اور نسبتاً دیوبندی ہیں“۔

صفحہ ۳۰ پر مرقوم ہے:۔

”علمائے دیوبند اپنے مسلک اور دینی رخ کے لحاظ سے کلیۃً اہل سنت والجماعت ہیں اور اہلسنت کا بھی اصل حصہ ہیں۔ علمائے دیوبند نہ صرف اہلسنت والجماعت کے تمام اصول و قوانین ہی کے از اوّل تا آخر پابند رہے ہیں۔ بلکہ ان کے متوارث ذوق کو بھی انہوں نے تھاما اور محفوظ رکھا ہے پھر وہ خود رو قسم کے اہلسنت نہیں،

بلکہ اوپر سے ان کا استناد اور سندی سلسلہ ملا ہوا ہے۔ اس لئے مسلک کے لحاظ سے نہ وہ کوئی جدید فرقہ ہیں نہ بعد کی پیداوار ہیں"۔
یہ کتابچہ ہر اعتبار سے مفید، قابل مطالعہ اور صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لئے نشان راہ ہے۔

بقیہ: اداریہ

سختی کے ساتھ ملیا میٹ کر دئے جائیں ۔۔۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر حکومت نے اس سلسلے میں کوئی فوری اقدام کیا تو نہ صرف یہ کہ اس کی مقبولیت میں اضافہ ہوگا بلکہ اللہ رب العزت کی رحمتیں اور نصرتیں آگے سے بڑھ کر اس کے شامل حال ہو جائیں گی۔ اور یہ کہ ملک اللہ کے فضل و کرم سے دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرے گا۔

جمعیۃ علماء اسلام سے خاص طور پر اور دیگر علماء اسلام سے بالعموم ہماری درخواست ہے کہ وہ اس سلسلہ میں مناسب اقدامات کریں۔ اور عوام سے اپیل ہے کہ وہ مسلمان کہلانے کا پاس کریں۔ خدا کے خوف کو دلوں میں جگہ دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی ہونے کی لاج رکھیں۔ اور وہ کیفیات جو سترہ روز جہاد کے دوران ہمارے اندر پیدا ہوگئی ہیں ان کو نہ صرف برقرار رکھیں بلکہ ان میں کثرت ذکر و فکر، کثرت تلاوت قرآن اور کثرت نوافل سے مزید جلا پیدا کریں۔ اور اس طرح حق تعالے شانہ کی ابدی رحمتوں نصرتوں اور نوازشوں کے سزاوار بنیں۔

بقیہ: خطبہ جمعہ

تک بھی اس میں راہ نہیں پا سکتا۔ اور یہ عبادت چونکہ خالصتاً اللہ کے لئے ہے اس لئے حق تعالے شانہ نے اس کا اجر بھی خالصتاً اپنے ذمہ رکھا ہے۔

اللہ تعالے ہم سب کو ماہ رمضان کا کامل احترام کرنے، روزہ کا مقصد سمجھنے اور اس کے لوازمات کو کماحقہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جمعیۃ علماء اسلام کا وفد آزاد کشمیر میں

(بہترین امدادی کام)

جمعیۃ علماء اسلام نے آزاد کشمیر کے ضلع میرپور میں امدادی کیمپ کھول رکھا ہے جو ۱۵ رجب سے مستقل خدمات مہاجرین کشمیر کی ادا کر رہا ہے جسے دیکھ کر امیر جمعیت حضرت درخواستی صاحب مدظلہ نے تحسین و تعریف فرمائی اور خود بھی تین ٹرک سامان لائے۔ اب جمعیۃ علماء اسلام نے مزید دو کیمپ کھول دئے ہیں ایک راولاکوٹ میں جو ضلع پونچھ کا ہیڈ کوارٹر ہے دوسرا تحصیل باغ میں۔

جمعیۃ علماء اسلام کا ایک وفد امدادی خدمت اور جہاد کے لئے تنظیم و تحریص کی خاطر مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی کی قیادت میں آزاد کشمیر کے دورہ پر ۶ر دسمبر کو روانہ ہوا۔ وفد میں مولانا عبدالحکیم صاحب مہتمم مدرسہ فرقانیہ کرتار پورہ راولپنڈی، مولانا حافظ محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد گلشن آباد، مولانا پیر مبارک شاہ صاحب مردان، مولانا قاری محمد شریف صاحب قصوری اور مولانا قاری عبدالرزاق صاحب خطیب مسجد فیض راولپنڈی شریک ہیں۔

وفد کے دوروں میں آزاد کشمیر کے علماء نے پورا اتفاق کیا جن میں مولانا امیر الزمان صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر مولانا عبدالعزیز صاحب تھوراڑوی صدر جمعیت صوبہ آزاد کشمیر۔ مولانا عبدالمتین صاحب مفتی ضلع پونچھ۔ اور مولانا امیر عالم صاحب مفتی تحصیل باغ خاص طور سے قابل تشکر ہیں۔ وفد کے ارکان نے مظفر آباد، دھیر کوٹ باغ کے سوا ریڑھ ڈھلی میں ہزاروں مہاجرین و مقامی آبادی کے اجتماع سے خطاب کیا۔

باغ تحصیل میں مہاجرین کی بہت زیادہ آبادی ہے معلوم ہوا کہ بہت سے گھرانوں کی جوان لڑکیوں کی شادیاں ہنگامی حالات کی وجہ سے ملتوی ہوئیں اور کیمپوں کی زندگی میں ان کی انجام دہی مشکل ہے۔ مولانا غلام غوث صاحب نے اعلان کیا کہ ایسی شادیاں ہو جانی چاہئیں جمعیت نے کپڑوں اور نقد روپوں سے امداد کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دس بارہ شادیاں تیار ہوگئیں۔ ان کی امداد کے لئے مولانا امیر عالم صاحب کو رقم اور کپڑے دے دئے گئے۔ اس کام کے لئے مخیر مسلمانوں کو جمعیۃ کی امداد کرنی چاہئے۔

۱۰ر دسمبر کو وفد کی آمد پر راولاکوٹ میں عظیم الشان جلسہ ہوا جس میں لوگوں کو جہاد میں حصہ لینے اور مہاجرین کی امداد کی ترغیب دی گئی۔

مولوی محمد اشرف ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر

ضروری اطلاع

جناب قاری محمد شریف صاحب قصوری ناظم اعلیٰ مدرسہ تجوید القرآن و ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام شہر قصور مدرسہ قاسم العلوم شیرانوالہ لاہور میں دورہ تفسیر میں شریک ہیں جملہ احباب خط و کتابت مولانا ڈاکٹر مناظر حسین صاحب نظر ایڈیٹر "خدام الدین" لاہور کی معرفت فرمائیں۔

بقیہ: مجلس ذکر

بہتر طریقہ سے استقبال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ریاء و تکبر سے محفوظ رکھے۔ بڑھ چڑھ کر عبادت کرنے کی توفیق دے۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی صحیح ادائیگی کی ہمت و توفیق دے آمین! واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

مدرسہ عربیہ قاسم العلوم ملتان کا

سالانہ جلسہ

بتاریخ ۲۲، ۲۳، ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ / ۲۵، ۲۶، ۲۷ مارچ ۱۹۶۶ء بروز جمعہ ہفتہ، اتوار منعقد ہونا قرار پایا ہے جس میں اکابرین علمائے کرام شرکت فرما کر حاضرین کو خطاب فرمائیں گے اور فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی بھی فرمائیں گے
ناظم نشر و اشاعت مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر

انتقال پُر ملال

مجلس تحفظ ختم نبوت ڈیرہ غازیخان کے ناظم سردار غلام قاسم خان کے والد محترم حاجی محمد بخش صاحب بروز جمعہ ۱۰/۱۲/۶۵ اللہ کو پیارے ہوگئے ہیں۔ مرحوم بڑے نیک سیرت اور زندگی بھر صوم و صلوٰۃ کے پابند رہے۔ اور اپنی اولاد کو ہمیشہ پابندی شریعت کی تلقین کرتے رہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین
صوفی اللہ وسایا خادم مجلس تحفظ ختم نبوت۔ ڈیرہ غازیخان

دعائے مغفرت

۱۱ر دسمبر بروز ہفتہ میاں نظام الدین ملٹری کنٹریکٹر اندرون کی گیٹ لاہور ۹۵ سال کی عمر میں انتقال فرما گئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن۔

موصوف علاقہ بھر میں اپنی ذہانت و فطانت اور خدا ترسی کے باعث نیک نام تھے۔ دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ (مولوی نور الٰہی)

ایک بے نظیر تحفہ یعنی تحفۂ رمضان

رمضان کے مقدس متبرک مہینے کو اسلام میں بہت بڑی اہمیت و عظمت حاصل ہے یہ ایسا بابرکت اور پُر عظمت مہینہ ہے کہ قرآن مجید جیسی مقدس کتاب میں بھی اس کا ذکر خیر آیا ہے۔ قرآن کریم کے نزول اور روزوں کے لئے یہی مہینہ مخصوص ہوا سال کے بارہ مہینوں میں یہ مہینہ سب سے افضل و بہتر ہے تحفہ رمضان میں اس مہینے کے فضائل و اعمال کا بیان ہے۔ ٹائیٹل نہایت خوبصورت جاذب نظر مشرقی رنگ گنبد خضرا کا دلکش و روح پرور منظر۔
ہدیہ نو نئے پیسے رعایتی ۵ پیسے خرچہ بذمہ خریدار
ادارہ تحائف اسلامیہ، جامع مسجد نور سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ

ایک بہادر بادشاہ

حافظ محمد امین، بورسٹل جیل، بہاولپور

حضرت اورنگ زیب عالمگیرؒ سے کون واقف نہیں۔ آپ ایک فقیر اور بہادر شہنشاہ گذرے ہیں ایک طرف آپ شریعت کے پابند محی الدین تھے تو دوسری طرف اتنے شجاع اور بہادر تھے کہ ساری عمر ہی جنگ لڑتے رہے۔ اور مرہٹوں کے ایسے دانت کھٹے کیئے کہ وہ پھر کبھی اُن کی زندگی میں سر نہ اٹھا سکے۔ اگر ایک طرف وہ قرآن لکھ کر اور ٹوپیاں سی کر گذارہ کرتے تھے۔ تو دوسری طرف نوّے سال کی عمر تک دکن کی لڑائیاں لڑتے رہے ہندو انہیں متعصب کہتے تھے۔ لیکن بچو! اندازہ کرو اگر وہ ہندو کُشی کرتے تو آج دہلی کے اردگرد ایک بھی ہندو نظر نہ آتا۔ اور آج کی متعصب ہندو آبادی کہاں پیدا ہوتی۔

آج ہم آپ کو اُن کی بہادری کی ایک دو کہانیاں سناتے ہیں۔ حضرت علیؓ اسد اللہ الغالب کی بہادری آپ خوب جانتے ہیں اور حضرت خالدؓ سیف اللہ کی فتوحات زبان زدِ خواص و عام ہیں خود ہمارا ملک بھی حضرت محمد بن قاسمؒ کی شجاعت کا مرہونِ منت ہے۔ جس کی پیروی میں محمد غوری، محمود غزنوی اور بابر رحمۃ اللہ علیہم نے ہندوستانیوں کے چھکے چھڑائے۔ انہی جرنیلوں کی کوشش سے ہم تک اسلام پہنچا۔

حضرت اورنگ زیبؒ بابر کی اولاد سے تھے جنہوں نے مغلیہ خاندان کی بنیاد ڈالی تھی۔ لکھا ہے کہ ایک دن آپ اپنے باپ شاہجہان کے ساتھ ایک جنگی مشق دیکھ رہے تھے۔ آپ کا ابھی بچپن ہی تھا۔ دو خونخوار ہاتھی لڑتے لڑتے شہزادہ عالمگیر کے قریب چلے گئے۔ اس افراتفری میں سب محافظ اِدھر اُدھر بھاگ گئے۔ اور اسی دوران میں ایک ہاتھی ان کی طرف لپکا۔ اس نوجوان شہزادے نے اپنے اوسان بحال رکھے۔ اور تلوار کے ایک ہی وار سے ہاتھی کی سونڈ کاٹ ڈالی۔ بس پھر کیا تھا ہاتھی چنگھاڑتا ہُوا بھاگ گیا۔ شہزادے کی اس بہادری پر امیر وزیر بہت خوش ہوئے — اور شاہ جہان نے بہادر بیٹے کو گلے لگا لیا اور خوشی میں ایک جاگیر بطور انعام عطا کی۔

ایک اور موقعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک رات شہزادہ ذرا تڑکے اُٹھ بیٹھا۔ سیر کو دل چاہا۔ تو محل سے باہر نکل گیا۔ اور باہر دور تک اکیلے نکل گیا۔ اور ایک قریبی جنگل میں پہنچ گیا۔ اذان کی آواز سنی تو وہیں درخت کے نیچے نماز پڑھنے لگا۔ اسی جنگل میں ایک شیر بھی رہتا تھا۔ جنگل کے بادشاہ میں سونگھنے کی قوت زیادہ ہوتی ہے شیر نے انسانی خون کی بُو سونگھی تو کچھار سے باہر نکلا اور جلدی ہی حضرت اورنگ زیب کو پا لیا۔ اتنے میں آپ سکون سے نماز پڑھتے رہے۔ جب سلام پھیرا تو دیکھا کہ شیر حملہ کرنے والا ہے۔ تو فوراً کمر سے تلوار اتاری اور ایک ہی وار سے شیر کے دو ٹکڑے کر دئیے اور آپ پھر نماز اور دعا میں مصروف ہو گئے۔

بچو! معوذ اور معاذ کی کہانیاں آپ پڑھ چکے ہیں۔ رافع اور سمرہ کی کہانیاں سُن چکے ہیں کہ کس طرح یہ جانباز اور شاہین بچّے جہاد کے شوقین تھے۔ یہی نہیں بلکہ یہ بہادر اور جری بھی تھے۔ اور تاریخ میں ایسی روایات چھوڑ گئے ہیں کہ آج ہم اُن کا نام نہایت عزت سے لیتے ہیں۔ اور ان کی مثال پیش کرتے ہیں۔ تاکہ نوجوانوں میں جہاد کا جذبہ پیدا ہو۔

بچو! ہم بھی اُسی خدا، اُسی رسولؐ، اور اُسی قرآن کے نام لیوا ہیں۔ تو کیا ہم بھی ایسی روایات قائم نہیں کر سکتے۔ جن کو آئندہ نسل یاد کرے اور تاریخ میں ہمارا نام بھی سنہری حرفوں میں لکھا جائے۔ اور خدا کی رضا اور اس کے انعام واکرام اس کے سوا ہوں۔ ہاں ضرور ایسا کر سکتے ہیں۔ — پھر اٹھو۔ وقت کا یہی تقاضا ہے۔ اسلام یہی کہہ رہا ہے۔ کفر مقابل للکار رہا ہے۔ جہاد کا طبل بج رہا ہے اور شجاعت دکھانے کا یہی موقعہ ہے۔ اُٹھو خدا کا نام لو اور کچھ کر کے دکھاؤ۔ تاکہ روحِ حسینؓ خوش ہو جائے اور ان کی یاد تازہ ہو جائے۔ دعا ہے کہ خدا آپ کو اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔

•

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں جھُولو!
جائز ہے غباروں میں اُڑو چرخ پہ جھولو!
لیکن یہ سخن بندۂ عاجز کا رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو!

(اکبر الہ آبادی)

ہم پاک بچے

محمد عثمان غنی بی اے

مسلمان بچے پیمبرؐ کی امّت
ہمارا عقیدہ اخوت، محبت
نہیں دل میں رکھتے ذرا بھی کدورت
ہم پاک بچے
ہم پاک بچے

دل وجان کی بازی لگا کر رہیں گے
مقدس وطن کو سجا کر رہیں گے
نصیبے کو اپنے جگا کر رہیں گے
ہم پاک بچے
ہم پاک بچے

پیام مسرت سنائینگے سب کو
ترقی کے رستے بتائینگے سب کو
محبت سے رہنا سکھائینگے سب کو
ہم پاک بچے
ہم پاک بچے

بہت ہی جری تھے اکابر ہمارے
انہی کی طرح ہم بنینگے ستارے
نظر کے اُجالے دلوں کے سہارے
ہم پاک بچے
ہم پاک بچے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۸۱-۴ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹-۲-۷۶۷/۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء

نقشہ اوقات سحری وافطاری

رمضان المبارک ۱۳۸۵ھ — ۶۶-۱۹۶۵ء

برائے شہر لاہور و مضافات

ارشاد باری تعالےٰ :-

یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ (پ ۲-ع ۷)

ترجمہ : اے ایمان والو! تم پر روزے ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں۔ جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ۔

رمضان المبارک

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	گھنٹہ	غروب آفتاب: منٹ	گھنٹہ	افطاری: منٹ	گھنٹہ
ہفتہ	۲۵ دسمبر	یکم رمضان	۳۳	۵	۵	۵	۷	۵
اتوار	۲۶ 〃	۲ 〃	۳۳	۵	۶	۵	۸	۵
پیر	۲۷ 〃	۳ 〃	۳۴	۵	۶	۵	۸	۵
منگل	۲۸ 〃	۴ 〃	۳۴	۵	۷	۵	۹	۵
بدھ	۲۹ 〃	۵ 〃	۳۴	۵	۷	۵	۹	۵
جمعرات	۳۰ 〃	۶ 〃	۳۵	۵	۸	۵	۱۰	۵
جمعہ	۳۱ 〃	۷ 〃	۳۵	۵	۸	۵	۱۰	۵
ہفتہ	یکم جنوری	۸ 〃	۳۵	۵	۹	۵	۱۱	۵
اتوار	۲ 〃	۹ 〃	۳۵	۵	۱۰	۵	۱۲	۵
پیر	۳ 〃	۱۰ 〃	۳۶	۵	۱۱	۵	۱۳	۵
منگل	۴ 〃	۱۱ 〃	۳۶	۵	۱۱	۵	۱۳	۵
بدھ	۵ 〃	۱۲ 〃	۳۶	۵	۱۲	۵	۱۴	۵
جمعرات	۶ 〃	۱۳ 〃	۳۶	۵	۱۳	۵	۱۵	۵
جمعہ	۷ 〃	۱۴ 〃	۳۶	۵	۱۳	۵	۱۵	۵
ہفتہ	۸ 〃	۱۵ 〃	۳۷	۵	۱۴	۵	۱۶	۵
اتوار	۹ 〃	۱۶ 〃	۳۷	۵	۱۵	۵	۱۷	۵
پیر	۱۰ 〃	۱۷ 〃	۳۷	۵	۱۶	۵	۱۸	۵
منگل	۱۱ 〃	۱۸ 〃	۳۷	۵	۱۷	۵	۱۹	۵
بدھ	۱۲ 〃	۱۹ 〃	۳۷	۵	۱۸	۵	۲۰	۵
جمعرات	۱۳ 〃	۲۰ 〃	۳۷	۵	۱۹	۵	۲۱	۵
جمعہ	۱۴ 〃	۲۱ 〃	۳۷	۵	۱۹	۵	۲۱	۵
ہفتہ	۱۵ 〃	۲۲ 〃	۳۷	۵	۲۰	۵	۲۲	۵
اتوار	۱۶ 〃	۲۳ 〃	۳۷	۵	۲۱	۵	۲۳	۵
پیر	۱۷ 〃	۲۴ 〃	۳۷	۵	۲۲	۵	۲۴	۵
منگل	۱۸ 〃	۲۵ 〃	۳۷	۵	۲۳	۵	۲۵	۵
بدھ	۱۹ 〃	۲۶ 〃	۳۷	۵	۲۴	۵	۲۶	۵
جمعرات	۲۰ 〃	۲۷ 〃	۳۷	۵	۲۵	۵	۲۷	۵
جمعہ	۲۱ 〃	۲۸ 〃	۳۷	۵	۲۶	۵	۲۷	۵
ہفتہ	۲۲ 〃	۲۹ 〃	۳۶	۵	۲۷	۵	۲۹	۵
اتوار	۲۳ 〃	۳۰ 〃	۳۶	۵	۲۸	۵	۳۰	۵

مؤلفہ: غلام قادر اظہر ریٹائرڈ ہیڈ ڈرافسمین خالد منزل ایف ۲۷۵۶ لائن سبحان خاں شیرانوالہ دروازہ لاہور

شوال کے روزے

یوم	تاریخ عیسوی	تاریخ ہجری	صبح صادق و اختتام سحری: منٹ	گھنٹہ	غروب آفتاب: منٹ	گھنٹہ	افطاری: منٹ	گھنٹہ
پیر	۲۴ جنوری	یکم شوال	عید الفطر					
منگل	۲۵ 〃	۲ 〃	۳۵	۵	۲۹	۵	۳۱	۵
بدھ	۲۶ 〃	۳ 〃	۳۵	۵	۳۰	۵	۳۲	۵
جمعرات	۲۷ 〃	۴ 〃	۳۴	۵	۳۱	۵	۳۳	۵
جمعہ	۲۸ 〃	۵ 〃	۳۴	۵	۳۲	۵	۳۴	۵
ہفتہ	۲۹ 〃	۶ 〃	۳۳	۵	۳۳	۵	۳۵	۵
اتوار	۳۰ 〃	۷ 〃	۳۳	۵	۳۴	۵	۳۶	۵

ضروری ہدایات : لاہور کے علاوہ مغربی پاکستان کے دوسرے شہروں کے اوقاتِ سحری و افطاری کے لئے لاہور کے اوقات میں مندرجہ ذیل منٹ جمع اور منفی کر کے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔

(۱) جمع سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت میں جمع (+) کر دیا جائے۔

(۲) منفی سے مراد یہ ہے کہ اس خاص مقام کا وقت لاہور کے وقت سے منفی (-) کر دیا جائے۔

روزہ رکھنے کی نیت :- وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَیْتُ مِنْ شَھْرِ رَمَضَانَ

ترجمہ : اور میں نے ماہ رمضان کے کل کے روزے کی نیت کی۔

روزہ کھولنے کی نیت : اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ؕ

ترجمہ : اے اللہ! میں نے تیرے لئے روزہ رکھا اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر بھروسہ رکھا اور تیرے رزق پر افطار کیا۔

مغربی پاکستان کے شہروں کے اوقات کا فرق

نام شہر	فرق از لاہور	نام شہر	فرق از لاہور
ایبٹ آباد	+ ۴ منٹ	سیالکوٹ	- ۲ منٹ
بنوں	+ ۱۶ 〃	شیخوپورہ	+ ۱ 〃
بہاول پور	+ ۱۴ 〃	کراچی	+ ۲۹ 〃
پشاور	+ ۱۳ 〃	کوئٹہ	+ ۲۹ 〃
جہلم	+ ۲ 〃	کوہ مری	+ ۴ 〃
جمرود	+ ۱۲ 〃	کیمبل پور	+ ۹ 〃
جموں	+ ۲ 〃	گجرات	+ ۲ 〃
جھنگ	+ ۸ 〃	گوجرانوالہ	+ ۴ 〃
جیکب آباد	+ ۲۴ 〃	لائل پور	+ ۹ 〃
حیدرآباد سندھ	+ ۲۳ 〃	لورالائی	+ ۲۳ 〃
ڈیرہ اسمٰعیل خان	+ ۱۵ 〃	لیہ	+ ۱۳ 〃
ڈیرہ غازیخان	+ ۱۴ 〃	مظفرگڑھ	+ ۱۲ 〃
راولپنڈی	+ ۵ 〃	ملتان	+ ۱۰ 〃
سرگودھا	+ ۵ 〃	منٹگمری	+ ۵ 〃
سکھر	- ۱۸	میانوالی	+ ۱۱ 〃

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا